باب سوئم:

عبادات

قرآن مجید فرقان حمید تمام انسانوں کو مخاطب کر کے ایک ہی دعوت دیتا ہے کہ اپنے پروردگار کی عبادت کرو۔قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

''اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تم کو پیدا کیا
اور ان لوگوں کو جو تم سے پہلے تھے تا کہ تم متقی بن جاؤ۔
(البقرہ 32)

اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش کا مقصد اور غرض و غایت ہی اپنی عبادت قرار دیا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور ہم نے جنوں اور انسانوں کو پیدا ہی اس لیے کیا کہ وہ
ہماری عبادت کریں۔'' (الذاریات 56)

اللہ نے انبیاء کرام کو اس دنیا میں صرف اس لیے بھیجا کہ وہ لوگوں کو خدائے بزرگ و برتر کی عبادت کرنے کی تلقین کریں۔قرآن پاک میں آتا ہے:

''اور ہم نے ہر اُمت میں ایک رسول بھیجا جو لوگوں سے کہے
اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت کی بندگی سے بچو۔(النحل 36)

چنانچہ عبادت کے معنی ہیں، اطاعت ، انکساری ، غلامی ، بندگی۔ اسلامی اصطلاح میں عبادت سے مراد وہ خاص اعمال ہیں جو بندہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و

کبریائی اور اس کے سامنے اپنی عاجزی و انکساری اور بیچارگی کا اظہار کرنے کے لیے کرتا ہے اور اس عبادت کا مقصد صرف اللہ کی رضا خوشنودی اور اس کا قرب بے مثال حاصل کرنا ہوتا ہے۔ ہماری عبادات سے اللہ تعالیٰ کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا ایک حدیث میں مذکور ہے:

''اگر سارے انسان اور سب اولین و آخرین اعلیٰ درجے کے متقی اور عبادت گزار ہو جائیں تو اللہ کی شان اور اس کی عظمت و کبریائی میں ذرہ برابر زیادتی نہ ہوگی اور اگر سب کے سب بدترین قسم کے نافرمان اور پورے کے پورے شیطان بن جائیں تو اللہ کی شان اور اسکی عظمت و جلال میں ذرا برابر فرق نہیں آئے گا۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں عبادت کا حکم صرف اس لیے دیا ہے کہ ہم ترقی کی منازل طے کر کے قرب اعلیٰ کا مقام حاصل کر سکیں۔ چنانچہ بندہ عبادت ہی کے ذریعے اللہ سے ایک خاص مناسبت اور ربط پیدا کرتا ہے اور انسان کی روحانی قوت نشو و نما پاتی ہے اور وہ گناہوں سے کنارہ کشی اختیار کرتا ہے اور تقوٰے کی باریک راہوں پر چل پڑتا ہے۔

نماز

نماز سب عبادات میں افضل ترین عمل ہے۔ اللہ کی رضا کا سبب ہے۔ فرشتوں کی محبوب چیز ہے۔ انبیاء کی سُنت ہے۔ نماز پڑھنے سے معرفت کا نور پیدا ہوتا ہے۔ دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ انسان کے رزق میں کشادگی اور برکت آتی ہے۔ نماز ایمان کی جڑ ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے حضرت عثمان غنیؓ سے یہ روایت نقل کی ہے، جو نماز کی حفاظت کرتے ہوئے مقرر اوقات کے اندر اہتمام کے ساتھ ادا کرے اللہ تعالیٰ اسے نو چیزیں عطا فرمائے گا۔ اول اس کو محبوب رکھتے ہیں۔ دوسرا تندرستی عطا فرمائیں گے۔ تیسرے فرشتے اس کی حفاظت فرماتے ہیں۔ چوتھے اس کے گھر میں برکت عطا فرماتے ہیں۔ پانچویں اسکے چہرہ پر صلحاء کے انوار ظاہر ہوتے ہیں۔ چھٹے اس کا دِل نرم فرماتے ہیں۔ ساتویں وہ پل صراط پر سے بجلی کی طرح گزر جائیگا۔ آٹھویں جہنم سے نجات فرما دیتے ہیں۔ نویں جنت میں ایسے لوگوں کی ہمسائیگی کا شرف حاصل ہوگا جن کے بارے میں قرآن نے فرمایا:

"لاَ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُوْنَ"

قرآن کی روشنی میں نماز کی اہمیت

نماز کی اہمیت کے پیشِ نظر اس کی فرضیت کے احکام ہمہ گیر ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں ،انکے ساتھی کافروں کے لیے
سخت اور آپس میں نرم دل ہیں۔تو دیکھے گا ان کو رکوع میں
اور سجدے میں۔"

چنانچہ جناب رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے پسند کیا

اور صحابہؓ کے لیے نماز کو پسند کیا اور تورات و انجیل میں ان کا یہ وصف بیان فرمایا اس سے پتہ چلتا ہے کہ تمام اعمال سے افضل نماز ہے۔ کیونکہ حضورﷺ کے صحابہؓ اکرم کے اعمال سب سے افضل ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے:

☆ بے شک نماز مومنوں پر وقت مقرر کے ساتھ فرض ہے۔
☆ اور میرے ذکر کے لیے نماز قائم کرو۔
☆ متقیوں کے لیے ہدایت ہے جو غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں۔
☆ نماز قائم کرو اور مشرکوں میں سے نہ ہو۔
☆ اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد لو۔

چنانچہ قرآن حکیم میں سات سو مرتبہ نماز قائم کرنے کا حکم آیا ہے۔ جتنی تاکید اس امر میں آئی ہے اتنی کسی اور امر میں نہیں آئی۔

نماز ہر مسلمان عاقل و بالغ پر فرض ہے۔ حتیٰ کہ بیمار کو روزے میں تو رعایت کر دی مگر نماز اشاروں سے بھی قائم کرنے کا فرمان جاری کر دیا۔

نماز معراج النبیﷺ کا ایک تحفہ ہے اس لیے الصلوٰۃ معراج المومنین یعنی نماز کو مومنوں کی معراج و سربلندی کا لقب دیا گیا۔

آخرت میں سب سے پہلے پوچھ گچھ نماز کے متعلق ہوگی۔ حضرت کعبؓ سے منقول ہے:

"جس کی نماز قبول ہوئی اس کے تمام اعمال قبول ہوئے اور
جس پر اس کی نماز رد کر دی گئی اس پر اس کے تمام اعمال رد
کر دیئے جائیں گے۔"

"روز محشر کہ جاں گداز بود
اولیں پرسشِ نماز بود"

گھر میں اکیلے آدمی کی نماز جائز ہے مگر مسجد میں نماز با جماعت ستائیس گنا

زیادہ اجروثواب رکھتی ہے۔

حدیث کی روشنی میں نماز کی اہمیت

حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ سے پوچھا گیا کونسا عمل افضل ترین ہے؟

فرمایا: نماز اپنے وقت کے اندر پڑھنا۔

فرمایا: جس کی نماز نہیں اس کا دین نہیں کیونکہ نماز کو دین سے وہی نسبت ہے جو سر کو جسم سے۔ مراد یہ ہے کہ نماز کے بغیر انسان کے سارے اعمال بیکار ہیں۔

ایک اور حدیث میں یہ الفاظ ہیں:

کفر اور ایمان کے درمیان نماز چھوڑنے کا فرق ہے۔

رسول کریم ﷺ نے اپنی زندگی کے آخری لمحات میں جن دو باتوں کی تاکید فرمائی تھی ان میں ایک نماز تھی۔ آپ نے فرمایا میرے بعد نماز کو قائم رکھنا اور غلاموں کے حقوق کی حفاظت کرنا۔ ایک دفعہ آپ ﷺ نے نماز کی اہمیت بتاتے ہوئے فرمایا:

> جو شخص پابندی کے ساتھ اچھی طرح نماز پڑھے گا قیامت کے دن وہ نماز اس کے لیے نور اور ایمان اور نجات کا ذریعہ ثابت ہوگی۔ جو شخص توجہ اور پابندی سے نماز نہ پڑھے گا تو ایسی نماز اس کے لیے نہ نور بنے گی نہ ایمان کی دلیل اور نہ وہ اسے خدا کے عذاب سے بچانے والی ہوگی۔ ایسا شخص قیامت میں قارون، ہامان اور ابی ابن خلف کے ساتھ ہوگا۔

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ صحابہؓ کے ساتھ بیٹھے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

بتاؤ تو سہی کہ اگر کسی کے دروازے کے سامنے سے نہر گزرتی ہو اور وہ دن میں پانچ دفعہ اس میں نہائے تو اسکے بدن پر کسی قسم کا میل رہ جاتا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہی حال پانچ وقت کی نمازوں

کا ہے کہ اللہ ان نمازوں کے ذریعے گناہوں کو مٹاتا ہے۔

یہ پانچ نمازیں ہیں جنھیں اللہ نے اپنے بندوں پر فرض کیا ہے۔ تو جس نے بہتر طور پر وضو کیا ان نمازوں کو مقررہ وقتوں میں ادا کیا اور رکوع و سجود ٹھیک طور پر ادا کیے اور اس کا دل اللہ کے سامنے نماز میں جھکا رہا تو اللہ نے اس کی مغفرت کی ذمہ داری اپنے سر لے لی اور جس نے ایسا نہیں تو اس کے ساتھ اللہ کا یہ وعدہ نہیں۔ اگر چاہے گا تو بخش دے گا اور اگر چاہے گا تو عذاب دے گا۔

منافق نمازعصر تاخیر سے پڑھتا ہے

قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

''اپنی نمازوں کی نگہداشت کرو، خصوصاً درمیانی بہترین نماز کی'' (البقرہ 238)

یہاں درمیانی بہترین نماز سے مراد نماز عصر ہے۔ اس نماز کو اپنے مقررہ وقت کے اندر اور مقررہ رکعات کے ساتھ ادا کرنے کی بڑی فضیلت ہے۔ اگرچہ عصر کی سنتیں غیر مؤکدہ ہیں مگر صوفیاء کرام کے نزدیک عصر کی چار سنتیں پڑھنا بہت فضیلت کا باعث ہے کیونکہ قربِ خدا اتباع رسول ﷺ کے بغیر ممکن نہیں۔

حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''یہ منافق کی نماز ہے کہ بیٹھا سورج کا انتظار کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ جب اس میں زردی آ جاتی ہے اور مشرکین کی سورج پوجا کا وقت آ جاتا ہے تب یہ اُٹھتا ہے اور جلدی جلدی چار رکعتیں مار لیتا ہے۔ ایسے جیسے مرغی زمین پر چونچ مارتی ہے اور پھر اٹھا لیتی ہے ایسا شخص اپنی نماز میں اللہ کو ذرا بھی یاد نہیں کرتا۔

(بہ روایت انس بن مالک، مسلم شریف)

اس حدیث میں مومن اور منافق کی نماز کا فرق بیان کیا گیا ہے منافق اپنی نماز وقت پر نہیں پڑھتا، رکوع وسجود ٹھیک طور پر ادا نہیں کرتا اور اس کا قلب اللہ کے حضور حاضر نہیں ہوتا۔

فجر وعصر کی نمازوں میں محافظ فرشتوں کا تبادلہ

ویسے تو ہر نماز اہم ہے لیکن فجر وعصر کی فضیلت واہمیت زیادہ ہے۔ ان دو نمازوں میں محافظ فرشتوں کا تبادلہ ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

رات اور دن کے فرشتے جو زمین کے انتظام پر مامور ہیں وہ اپنی ڈیوٹی بدلتے ہیں۔ فجر وعصر کی نمازوں میں اکٹھا ہوتے ہیں۔ پھر جو فرشتے تمہارے بیچ رہے ہیں وہ اپنے رب کے حضور جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتے ہیں:

''تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا''

فرشتے عرض کرتے ہیں الٰہی جب ہم ان کے پاس پہنچے تو ان کو نماز پڑھتا پایا اور جب ہم نے انھیں چھوڑا تو نماز پڑھتے ہوئے چھوڑا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں سب نمازیں حضوری قلب اور پوری توجہ کے ساتھ پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

نماز میں خشوع کی اہمیت:

اس سے قبل کہ نماز کی ظاہری صورت اور قلب کا بیان ہو پہلے اس کی حقیقت کا بیان ہوگا جو اس کی روح ہے۔ ہر نماز اور ہر ذکر کے لیے ایک روح ہوتی ہے۔ روح نہ ہو تو اس کی مثال بے جان جسم جیسی ہوگی۔ یا اگر وہ تو ہو لیکن آداب کی رعایت اور لحاظ نہ ہو تو پھر مثال یوں ہوگی جیسے کسی کی آنکھیں نہ ہوں۔ اگر نماز کے ارکان وغیرہ تو پورے ہوں لیکن روح اور حقیقت نہ ہو تو وہ نماز ایسی

ہوگی جیسے آنکھیں تو ہوں پر بصارت سے محروم ہوں۔ کان ہوں پر سماعت ندارد۔ نماز کی روح یہ ہے کہ ابتداء سے آخر تک خشوع کا اہتمام ہو اور حضوریِ قلب قائم رہے۔ اس لیے کہ دل کو اللہ کی طرف متوجہ رکھنا اور یادِ الٰہی میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم و ہیبت کا لحاظ و اہتمام ہی نماز پڑھنے کا اصل مقصد ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''وہ لوگ اپنی نمازوں میں خشوع کرنے والے ہیں''

لغت میں خشوع کے معنی ہیں۔ نظر، آواز اور بدن کا جھک جانا۔

نماز میں خشوع سے مراد یہ ہے کہ اپنے معبودِ حقیقی سے حضورِ قلب اور عجز و نیاز کے ساتھ مناجات کرے۔ خشوع کے ساتھ عموماً خضوع کا لفظ آتا ہے جسکا معنی ہے کسی کے سامنے جھکنا اور سر اطاعت خم کرنا۔ خضوع بھی خشوع کا تکمیلی جزو ہے۔ قرآن پاک میں اس مطلب کے لیے تضرع کا لفظ بھی آیا جس کے معنی ہیں زاری کرنا، یہ بھی خشوع میں شامل ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''نماز تو مسکینیت، تواضع، زاری، دکھ ظاہر کرنا اور نادم ہونا ہے اور یہ صورت ہے کہ تیرے ہاتھ اُٹھے ہوں اور کہہ رہے ہوں۔ اے اللہ مجھ پر رحم فرما۔ اگر ایسا نہ کرے تو یہ نماز ناقص ہے۔''

نماز اس طرح پڑھیے کہ اپنے اعمال کی وجہ سے اسے یہ بھی ہوش نہ ہو کہ دائیں بائیں کیا چیز ہے۔ پس اللہ کی طرف کامل توجہ ہو۔

حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں:

''جس نے خشوع نہ کیا اس کی نماز فاسد ہوگئی''

حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں:

''جو آدمی حالت نماز میں قصداً دائیں بائیں دیکھے اس کی کچھ نماز نہیں۔ جس نے حالت نماز میں دیوار یا جائے نماز پر لکھے ہوئے الفاظ پڑھ لیے اس کی نماز باطل ہوگئی۔ کیونکہ

ایسا کرنا ایک باقاعدہ کام ہے اور نماز میں تو مکمل سکون و اطمینان چاہیے۔''

بعض صحابہ کا فرمان ہے:

''قیامت کے دن لوگ اپنی اپنی نمازوں کے احوال پر اُٹھیں گے جس قدر نماز میں سکون وطمانیت رکھی، نماز میں لذت و مزہ پایا اس قدر ان کی حالت حسن قیامت کو ہوگی، پھر الفاظ سمجھنے پر دل کا دھیان رکھے۔تواضع خشوع رکھے۔مرعوب ہو کر اعضاء کو پرسکون رکھے۔ اللہ کا کلام ترتیل کے ساتھ پڑھے اور معنی پر دھیان دے۔ رحمت و اجر کی آیت پڑھے تو اللہ سے رحمت مانگے اور عذاب کی آیت پڑھے تو ڈرے اور عذاب سے پناہ مانگے۔''

حضورﷺ نے فرمایا:

'' اللہ کا ذکر کرنے کے لیے نماز فرض کی گئی۔ جیسا کہ قرآن میں آتا ہے میرے ذکر کے لیے نماز قائم کرو۔ چنانچہ ذکر اللہ کے لیے نماز فرض ہوئی۔ حج وطواف کا حکم دیا گیا اور مناسک حج سمجھائے گئے۔اب جب تیرے دل میں اللہ ہی مقصود نہ ہو اس کی عظمت و ہیبت ہی مطلوب نہ ہو تو پھر تیرے ذکر کی کیا اہمیت ہے۔''

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے:

جب تو ایک نماز پڑھے تو اپنے آپ کو رخصت کرنے والے کی طرح نماز پڑھ جو اپنی خواہشات کو رخصت کر رہا ہو۔ اپنی عمر کو رخصت کر رہا ہو اور اپنے مولائے کریم کی طرف جا رہا ہو۔ جیسے کہ فرمان ہے:

''اے انسان تجھ کو پچنا ہے اپنے رب تک پہنچنے میں پچ پچ کر۔''

اور فرمایا:

''اور اللہ سے ڈرو اور جانو کہ تم اس سے ملنے والے ہو۔''

چنانچہ شریعت میں اس امر کی بار بار تاکید آئی ہے کہ نماز کو حضوری قلب اور حسن توجہ سے ادا کرنا چاہیے۔ دل پر خدا کی عظمت و ہیبت چھائی ہو اور اعضاء پر ادب و عجز و نیاز کی کیفیت طاری ہو۔ رکوع و سجود کی ادائیگی خوب توجہ اور دھیان سے کرے کیونکہ حضورﷺ نے فرمایا ''بدترین چوری نماز کی چوری ہے'' صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہﷺ نماز میں کوئی کیسے چوری کر سکتا ہے۔ فرمایا رکوع و سجود ادھورے ادا کرنے والا۔ حضورﷺ نے فرمایا:

بہت سے نمازی ایسے ہیں کہ جنھیں نماز میں درماندگی اور رنج کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا اور اس کا سبب ان کے دل کی غفلت ہے کہ وہ محض بدن سے نماز پڑھتے ہیں ان کا دل غافل ہوتا ہے۔ آپﷺ نے مزید ارشاد فرمایا۔ بہت سے نمازی ایسے ہیں کہ ان کی نماز کا صرف چھٹا یا دسواں حصہ لکھا جاتا ہے۔ بس ان کی نماز صرف اسقدر لکھی جاتی ہے جس میں قلبی طور پر وہ حاضر ہوتے ہیں۔

حضرت اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں:

''حضورﷺ ہمارے ساتھ باتوں میں مشغول ہوتے۔ جب نماز کا وقت آتا تو آپﷺ نہ مجھے پہنچانتے نہ میں آپﷺ کو۔ یعنی نماز کا وقت آتے ہی ہم پر اللہ کا خوف طاری ہو جاتا اور ہم مکمل طور پر نماز میں مصروف ہو جاتے۔''

حضرت علیؓ کے خشوع کا یہ عالم تھا کہ جب نماز کا وقت آتا تو آپؓ کے جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا۔ چہرہ مبارک متغیر ہو جاتا آپ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا:

''اس امانت کا وقت آ گیا کہ جسے اللہ نے آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا تو انھوں نے اسے اُٹھانے سے انکار

کر دیا اس سے ڈر گئے، لیکن میں نے اسے اُٹھالیا۔"

چنانچہ ان تمام آیات ، احادیث اور اقوال سے جو حقیقت واضح ہوتی ہے وہ یہ کہ حقیقی معنوں میں جاندار نماز وہی ہوگی جس میں ابتداء سے آخر تک دل حاضر رہے اور جس نماز میں فقط تکبیر اولیٰ کے وقت دل حاضر تھا ایسی نماز اس بیمار کی مانند ہے جو دم بھر کا مہمان ہو۔

وقت سے پہلے نماز کا اہتمام کرنا خشوع ہے

حضرت عبدالرزاقؒ سے منقول ہے فرماتے ہیں: میں نے بیس سال تک مسجد میں اذان سُنی۔ مزید فرماتے ہیں قیامت کے دن نمازی گروہ در گروہ جنت کی طرف جائیں گے تو پہلے جماعت کے چہرے بہت روشن اور چمک دار ہونگے فرشتے ان کا استقبال کریں گے اور پوچھیں گے تم کون ہو وہ کہیں گے ہم اُمت محمدیہ ﷺ میں سے نمازی ہیں۔ فرشتے پوچھیں گے دنیا میں تمہارے کیا اعمال تھے؟ وہ کہیں گے جب ہم اذان سنتے تو طہارت وضو کے لیے اُٹھ کھڑے ہوتے اور دوسری کوئی چیز ہمیں اس بات سے غافل نہ کرتی۔ فرشتے کہیں گے تم اس کے مستحق ہو۔

پھر دوسرا گروہ آئے گا ان کا حسن و جمال پہلوں سے بڑھ کر ہوگا گویا ان کے چہرے چاند کی طرح روشن ہونگے۔ فرشتے پوچھیں گے تم کون ہو وہ کہیں گے ہم نمازی ہیں وہ پوچھیں گے تمہاری نماز کی کیا کیفیت تھی وہ جواب دیں گے ہم نماز کا وقت آنے سے پہلے وضو کر لیا کرتے تھے۔ فرشتے کہیں گے تم اس کے مستحق ہو۔

پھر تیسرا گروہ آئے گا جو حسن و جمال اور مرتبے میں ان دونوں سے بڑھ کر ہوگا گویا ان کے چہرے تیز روشن سورج کی مانند چمکدار ہونگے۔ فرشتے پوچھیں گے تم خوب روشن چہرے والے اور اعلیٰ مقام والے ہو تم کون ہو؟ وہ کہیں

گے ہم نمازی ہیں فرشتے پوچھیں گے تمہارے نماز کی کیفیت کیا تھی؟ وہ کہیں گے ہم مسجد میں اذان سنتے تھے فرشتے کہیں گے تم اس کے مستحق ہو۔

بعض علماء کا فرمان ہے:

صلوٰۃ کو صلوٰۃ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان صلہ اور اللہ کی طرف سے بندے کے لیے مواصلت ہے اور مواصلت و عطا متقی حضرات کو ہی ملتی ہے اور متقی وہ ہے جس میں خشوع ہو اور اگر ایسا ہو تو اس پر طویل قیام بوجھ نہ بنے گا نہ ہی برائی سے رُکنا اور نیکی پر چلنا اس پر گراں ہوگا۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

''بے شک نماز برائی اور بے حیائی سے بچاتی ہے''

حقیقت میں اہل خشوع ہی نیکی کا حکم کرنے والے اور برائی سے روکنے والے ہیں اور یہی حدود اللہ کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ ان کی جزا خوشخبری ہے اور خوشخبری سناؤ عاجزی کرنے والوں کو۔ چنانچہ اہل خشوع میں چار اوصاف پائے جاتے ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔

☆ کثرت سے ذکر و تسبیح کرتے ہیں۔

☆ مصائب و تکالیف پر صبر کرتے ہیں۔

☆ نماز قائم کرتے ہیں۔

جن میں یہ چار اوصاف کامل طور پر پائے گئے وہ محبین یعنی اللہ سے محبت کرنے والے ہونگے روایت ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

☆ میں ہر نمازی کی نماز قبول نہیں کرتا۔ بلکہ میں اُس کی نماز قبول کرتا ہوں جو میری عظمت کی خاطر تواضع اختیار کرے۔ میرے جلال کے باعث اس کا دل خشوع رکھے اور میرے احکام کی پابندی میں اپنی نفسانی خواہشات کو روک دے۔ دن رات میری یاد میں گزارے نافرمانی پر اصرار نہ

کرے۔ اور میری مخلوق پر تکبر نہ کرے میرے خاطر کمزور پر رحم کرے۔ اورمحتاج کی غمخواری کرے۔ اور جو ایسا کرے میں اس کی جہالت کو علم میں اور ظلمت کو نور میں بدل دونگا۔

☆ وہ مجھے پکارتا ہے میں اس کی پکار سنتا ہوں اور اس کا جواب دیتا ہوں۔
☆ وہ مجھ سے مانگتا ہے میں اس کو عطا کرتا ہوں۔
☆ وہ مجھ پر قسم کھاتا ہے میں اس کی قسم کو پورا کر دیتا ہے۔
☆ میں اپنی قوت پر اسکو متوکل بنا دیتا ہوں۔
☆ میں اپنے فرشتوں پر اس کے باعث فخر کرتا ہوں۔
☆ اس کا نور جو میرے پاس ہے اگر اہل زمین پر تقسیم کر دوں تو ان کے لیے کافی ہو۔ ایسے شخص کی مثال فردوس کی طرح ہے جس کا پھل کبھی باسی نہیں ہوتا اور نہ اس کا حال متغیر ہوتا ہے۔

خشوع سے متعلق چند آداب

خشوع کا نماز میں جس قدر اہتمام کیا جائے کم ہے۔ اس سلسلے میں درجہ ذیل آداب کی پابندی ضروری ہے۔ نمازی کو چاہیے کہ نماز پڑھنے سے پہلے ہر طرح کی ضرورت سے فراغت حاصل کر لے اور ایسا کوئی کام باقی نہ رکھے جو حالت نماز میں اس کے لیے قلبی پریشانی اور فکری انتشار کا باعث بنے۔ تاکہ نماز کی حالت میں اسے قلبی جمعیت اور فکری یکسوئی حاصل رہے۔

چنانچہ اگر کھانا سامنے آ گیا ہو اور بھوک بھی ستا رہی ہو تو کھانا نماز سے پہلے کھائے بجائے اس کے نماز پڑھتے ہوئے دل کھانے میں ہو۔ بہتر ہے کھاتے ہوئے دل نماز میں ہو۔

پیشاب وغیرہ کی حاجت ہو تو نماز سے قبل فراغت حاصل کر لے ورنہ نماز میں توجہ نہ رہے گی۔ نمازی کو لازم ہے کہ جب حالت قیام میں ہو تو نظر سجدہ گاہ پر

رکھے اور ادھر اُدھر نہ دیکھے۔ رکوع میں نظر پاؤں کی پشت پر اور قعدہ میں نگاہ گود پر رہے یہ ادب ہے۔ رکوع وسجود میں تسبیحات دھیان سے پڑھے۔

تکبیر کہہ کر جب رکوع میں تسبیحات پڑھے تین بار سے کم تسبیح نہ پڑھے۔ اگر سات یا دس بار پڑھے تو یہ کمال ہے اور تین بار پڑھنا کمال کا ادنیٰ درجہ ہے اس لیے دس کی تعداد کمال شمار ہوتی ہے۔ گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے کے بعد ہی کم ازکم تین بار تسبیح کہے اور یہ تعداد ہاتھ اٹھانے سے پہلے پوری کرے۔ اگر اس کا خیال نہ رکھا تو پھر یہ قباحت لازم آئے گی کہ ہاتھ رکھتے رکھتے ایک تسبیح اور ہاتھ اُٹھاتے اُٹھاتے ایک تسبیح پوری ہو جائے گی۔ اور اصل وقت میں ایک ہی تسبیح رہ جائے گی اور یہ مکروہ ہے۔ پھر اگر چاہے تو سجدہ میں سات مرتبہ تسبیح پڑھے اور تین سے کم نہ کرے تین تسبیحات اس طرح پڑھے کے زمین پر پیشانی رکھنے کے بعد اور سجدہ سے اُٹھنے سے پہلے ہی یہ تعداد پوری ہو جائے۔ ورنہ یہ ایک ہی تسبیح بن جائے گی۔ چہرہ رکھتے رکھتے ایک پڑھ لے گا اور سر اُٹھاتے اُٹھاتے ایک تسبیح پڑھ لے گا اسطرح ہر سجدے میں ایک ہی تسبیح باقی رہے گی اور تین سے کم کرنا غیر مستحب ہے۔

اپنا منہ قبلہ سے ادھر اُدھر نہ پھیرے۔ اگر بے پرواہی کی اور سینہ قبلہ کی سمت سے ہٹ گیا تو یہ بے ادبی ہوگی اور نماز جاتی رہے گی۔

دوران نماز عبث حرکتیں نہ کرے بالوں سے نہ کھیلے انگلیاں نہ چٹخائے اور نہ لباس درست کرتا رہے۔ سجدہ میں اگر کنکری وغیرہ ماتھے سے لگ جائے بے شک ہاتھ سے ہٹا دے لیکن ایک جنبش سے کیونکہ نماز میں تین بار ہاتھ ہلانے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

قیام وقعود اطمینان سے کرے۔ رکوع سے سر اُٹھائے تو درست اور سیدھا کھڑا ہو کر پھر سجدے میں جائے۔ ایک سجدہ سے اُٹھ کر بیٹھا ہے تو دوسرے سجدے میں جانے سے پہلے ایک بار یوں بیٹھے کہ سارے اعضاء اپنے اپنے

ٹھکانے ٹک جائیں اور یہ دعا پڑھے۔

رَبِ غْفِرْلِیُ وَارْحَمْنِی ''اے پروردگار مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما''

پھر دوسرا سجدہ کرے اسے اصطلاح میں اطمینان کہتے ہیں جس کے معنی ہیں برابر اور ہموار ہونا۔ نمازی سجدہ ایسی نرم یا پھولی ہوئی جگہ نہ کرے کہ سر رکھنے سے دب جائے ماتھے پر کوئی کپڑا یا اس کا کنارہ نہ ہو۔ سجدہ میں ماتھا اور ناک دونوں زمین پر ٹک جانے چاہئیں۔ نمازی رکوع میں جائے تو پشت کو ایک سیدھ میں ہموار پھیلائے ایسے میں اگر پانی کا بھرا ہوا پیالہ اس کی پشت پر رکھا جائے تو یہ پیالہ جھک کر بہہ نہ جائے۔

نماز میں سنتیں پڑھنے کی اہمیت

سنتیں دو قسم کی ہیں ایک سُنت موکدہ اور دوسری سنت غیر مؤکدہ۔ مؤکدہ سنت وہ ہے جس کو نبی کریم ﷺ نے ہمیشہ کیا ہو یا اس کے کرنے کی ہمیشہ تاکید فرمائی ہو اس کو سنن الہدیٰ بھی کہتے ہیں۔ اس کا چھوڑنا گناہ ہے اور کرنا ثواب جبکہ کبھی کبھار چھوڑنے پر عتاب ہے۔ سنت مؤکدہ کو چھوڑ دینے کی ہمیشہ عادت بنا لینا عذاب الٰہی کا موجب ہے۔

پنجگانہ نماز کے ہمراہ پڑھی جانے والی مؤکدہ سنتوں کی شریعت میں بڑی تاکید آئی ہے۔ بلا عذر ایک بار چھوڑنے والا مستحق ملامت ہے اور بطور عادت نہ پڑھنے والا فاسق و مردود اور مستحق عذاب ہے۔ بعض آئمہ دین نے ایسے شخص کو گمراہ بھی ٹھہرایا ہے بلکہ ایسے شخص کا شفاعت سے محروم ہونے کا اندیشہ ہے۔ کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

''جو میری سنت کو چھوڑ دے گا اسے میری شفاعت نہ ملے گی''

سنت مؤکدہ یہ ہیں:

دو رکعت فجر سے پہلے، چار رکعت ظہر سے پہلے اور دو بعد ظہر

، دو رکعت مغرب کے بعد، دو عشاء کے بعد، چار رکعت نماز
جمعہ سے پہلے اور چھ (6) جمعہ کے بعد۔ چونکہ نبی کریم ﷺ
نے چار بھی پڑھی ہیں اور دو بھی۔اس لیے افضل یہ ہے کہ
جمعہ کے بعد پہلے چار پڑھے اور پھر دو پڑھے تاکہ دونوں پر
عمل ہو جائے۔

سنت غیر مؤکدہ: نبی کریم ﷺ کا وہ فعل ہے جس پر شرعاً تاکید نہ فرمائی اسکو سنن الزوائد بھی کہتے ہیں۔فقہا کبھی اسکو مستحب اور مندوب بھی کہتے ہیں۔ اس کا کرنا ثواب ہے اور اس کا چھوڑنا اچھا تو نہیں لیکن موجب عتاب و عذاب بھی نہیں۔

پنجگانہ نماز کے ساتھ پڑھی جانے والی غیر مؤکدہ سنتیں بہت فضیلت والی ہیں اور وہ یہ ہیں:

ظہر کے بعد چار رکعتیں حدیث میں ہے جس نے ظہر کے
بعد چار رکعتوں کی پابندی اور محافظت کی اللہ تعالیٰ اس پر
دوزخ کی آگ حرام فرما دے گا۔(ترمذی)

علامہ سید طحطاویؒ فرماتے ہیں کہ وہ سرے سے آگ میں داخل ہی نہ ہوگا اور اس کے گناہ مٹا دیئے جائیں گے اور اس پر جو دوسروں کے حقوق ہیں اللہ تعالیٰ اس کے فریق کو راضی کر دے گا۔اس حدیث کے یا پھر یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسے کاموں کی توفیق دے گا جن پر سزا نہ ہو۔علامہ شافی فرماتے ہیں: اس کے لیے بشارت ہے کہ اس کا خاتمہ ایمان و سعادت پر ہوگا اور دوزخ سے محفوظ رہے گا۔

شرائط نماز

ا۔طہارت

طہارت نماز کی اولین شرط ہے۔ طہارت میں پاکیزگی اور صفائی دونوں شامل ہیں۔اس میں جسم کپڑے اور جگہ کی پاکیزگی شامل ہے۔جسم کی پاکیزگی میں وضو اور غسل شامل ہیں۔ اسطرح طہارت میں چار چیزیں شامل ہوتی ہیں۔

جسم کی پاکیزگی، کپڑوں کی پاکیزگی، جگہ کی پاکیزگی اور وضو۔قرآن مجید میں ارشاد ربانیہے:

"اے چادر اوڑھنے والے اُٹھ اور اپنے رب کی بڑائی بیان کر اور اپنے کپڑوں کو پاک اور صاف رکھ اور ناپاکی چھوڑ دے۔" (المدثر)

۲۔ستر

نماز کے لیےجسم پرلباس کا ہونا شرط ہے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"اے اولاد آدم ہرنماز کے وقت اپنی زینت سے آراستہ ہو جایا کرو" (الاعراف)

کسی بھی بالغ کی نماز چادر کے بغیرنہیں ہوسکتی۔مرد کا ستر یہ ہے کہ کم ازکم ناف سے گھٹنوں تک لباس ہو اور گھٹنے لباس میں شامل ہیں۔عورت کا ستر اس کا پورا جسم ہے سوائے چہرے اور دونوں ہتھیلیوں کے۔

۳۔استقبال قبلہ:

نماز کی حالت میں قبلہ کی طرف رُخ کرنا بھی ایک شرط ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''پس تو اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیر اور جہاں کہیں بھی ہو تو
اپنے مونہوں کو اس طرف پھیر لو'' (البقرہ)

اگر کوئی شخص خوف کی حالت میں نماز پڑھ رہا ہے تو جس طرف بھی قدرت رکھتا ہو منہ پھیر لے۔

۴۔نیت:

شرائط نماز میں ایک شرط نیت ہے۔اس کی صورت یہ ہے کہ نیت اور تکبیر تحریمہ کے درمیان کوئی عمل نہ ہو۔نیت دل میں کرنا کافی ہے لیکن اگر زبان سے الفاظ ادا کرے تو یہ مستحب ہے۔

۵۔وقت:

نماز کی آخری شرط وقت کا پایا جانا ہے۔اگر کوئی نماز وقت سے پہلے ادا کر لی جائے تو نماز نہیں ہوگی کیونکہ نماز اپنے مقررہ وقت کے ساتھ فرض ہے۔جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

''بے شک نماز مومنوں پر وقتِ مقرر کے ساتھ فرض ہے'' (النساء)

چنانچہ حقیقی نماز وہی ہوگی جو پورے آداب و شرائط کے ساتھ ادا کی جائے اور دل میں خدا کی محبت کی آگ پیدا کرے ۔کیونکہ محبت الٰہی کی آگ ہی انسان کو گناہوں سے پاک و صاف کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل و کرم کا حقدار وارث بناتی ہے۔انسانیت کی معراج تک پہنچاتی ہے ،اخلاقِ فاضلہ کے زیور سے آراستہ کرتی ہے اور حق تعالیٰ سے حقیقی تعلق پیدا کرنے کا سبب بنتی ہے۔

وضو کا بیان

وضو نماز کی ادائیگی سے قبل فرض ہے اور اس کی فرضیت قرآن مجید سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اے ایمان والو! جب تم نماز پڑھنے کا ارادہ کرو تو اپنے منہ اور کہنیوں تک ہاتھ کو دھوو اور سر کا مسح کرو اور ٹخنوں تک پاؤں دھولو۔

حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

" قیامت کے دن میری اُمت اس حالت میں بلائی جائے گی کہ ان کے منہ اور ہاتھ آثار وضو سے چمکتے ہوں گے، تو جس سے ہو سکے چمک زیادہ کرے۔"

جب مسلمان بندہ وضو کرتا ہے تو کلی کرنے سے اس کے منہ کے گناہ جھڑ جاتے ہیں اور جب ناک میں پانی ڈال کر صاف کیا تو ناک کے گناہ نکل گئے۔ جب منہ دھویا تو اس کے چہرے کے گناہ نکلے۔ یہاں تک کہ پلکوں کے نکلے اور جب ہاتھ دھوئے تو ہاتھوں کے گناہ نکلے۔ یہاں تک کہ ہاتھوں کے ناخنوں سے نکلے اور جب سر کا مسح کیا تو سر کے گناہ نکلے۔ یہاں تک کہ کانوں سے نکلے اور جب پاؤں دھوئے تو پاؤں کی خطائیں نکلیں یہاں تک کہ ناخنوں سے۔ پھر اس کا مسجد کو جانا اور نماز پڑھنا اس کے علاوہ۔ جو شخص ایک ایک بار وضو کرے تو یہ ضروری بات ہے اور جو دو بار کرے تو اس کے لیے دھونا ثواب ہے اور جو تین بار دھوئے تو یہ میرا اور اگلے نبیوں کا وضو ہے۔ (حدیث)

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے آخری وقت حضرت امام حسنؓ کو جو نصیحت فرمائی تھی ان میں سے ایک یہ تھی کہ وضو احسن طریقے سے کرنا۔

وضو نماز کی کنجی ہے۔ اگر وضو درست نہ ہو تو نماز فاسد ہوگئی۔ بغیر وضو کے نماز پڑھنا کفر ہے۔ کیونکہ اس میں حکم خداوندی کی مخالفت ہے۔ جس آدمی کا نماز میں وضو ٹوٹ جائے وہ باقی نمازیوں سے شرمندگی کے باعث بے وضو نماز نہ پڑھے۔ پہلے جا کر دوبارہ وضو کرے اور پھر نماز ادا کرے۔ لوگوں کے سامنے شرمندگی معمولی بات ہے۔ اور بے وضو ہو جانا انسانی تقاضا ہے مگر خدا کے حکم سے سرتابی کرنا دوزخ کے منہ میں جانا ہے۔

وضو کی سنتیں

☆ نیت کرنا
☆ بسم اللہ سے شروع کرنا
☆ پہلے ہاتھوں کو کلائی تک تین تین بار دھونا
☆ مسواک کرنا
☆ تین چلُّو پانی سے تین کلیاں کرنا
☆ تین چلو پانی سے تین بار ناک میں پانی چڑھانا
☆ بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا
☆ ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا
☆ جو اعضاء دھونے کے ہیں ان کو تین تین بار دھونا
☆ پورے سر کا مسح کرنا
☆ ساتھ ہی دونوں کانوں کا اسی پانی سے مسح کرنا
☆ ترتیب سے وضو کرنا
☆ اعضاء کو اس طرح دھونا کہ پہلے والا عضو سوکھنے نہ پائے

وضو کے مستحبات

☆ قبلہ رو اور اونچی جگہ بیٹھ کر وضو کرنا
☆ وضو کا پانی پاک جگہ پر گرانا
☆ پانی بہاتے وقت ہر حصے پر تر ہاتھ پھیر لینا
☆ اپنے ہاتھ میں پانی بھرنا
☆ وضو کرنے میں بغیر ضرورت دوسرے سے مدد نہ لینا
☆ وقت سے پہلے وضو کر لینا
☆ انگوٹھی وغیرہ کو حرکت دینا اگر تنگ ہو تو ہلانا ضروری ہے
☆ اطمینان سے وضو کرنا
☆ دونوں ہاتھوں سے منہ دھونا
☆ ہر عضو کو دھوتے وقت نیت وضو حاضر رہنا
☆ بسم اللہ درود شریف اور دعائیں پڑھنا
☆ گردن کا مسح کرنا
☆ وضو سے فارغ ہوتے ہی آسمان کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو کر کلمہ شہادت پڑھنا
☆ وضو کا بچا ہوا تھوڑا پانی پی لینا
☆ بغیر ضرورت بدن کو کپڑے سے بالکل خشک نہ کرنا

وضو کے مکروہات

☆ وضو کے لیے ناپاک جگہ بیٹھنا یا ناپاک جگہ وضو کا پانی گرانا
☆ اعضائے وضو سے لوٹے وغیرہ میں پانی ٹپکانا
☆ پانی میں تھوکنا اور اس میں ناک صاف کرنا اگرچہ دریا ہو یا حوض

- ☆ قبلہ کی طرف منہ کر کے تھوکنا یا کلی کرنا
- ☆ بے ضرورت دنیا کی بات کرنا
- ☆ زیادہ پانی خرچ کرنا
- ☆ اتنا کم پانی خرچ کرنا کہ سنت ادا نہ ہو
- ☆ چہرے پر زور سے پانی مارنا
- ☆ ایک ہاتھ سے منہ دھونا کہ یہ ہندوؤں کا طریقہ ہے
- ☆ گلے کا مسح کرنا
- ☆ بائیں ہاتھ سے کلی کرنا یا ناک میں پانی ڈالنا
- ☆ دائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا

وضو کرنے کا طریقہ

پیشاب وغیرہ سے فارغ ہو کر پہلے ڈھیلوں سے استنجا کرے پھر پاک پانی سے استنجا کرے قبلہ رو ہو کر مندرجہ ذیل فرائض وضو ادا کرے۔ وضو میں چار چیزیں فرض ہیں:

- ☆ پورے چہرے کا ایک بار دھونا
- ☆ ایک ایک بار دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت دھونا
- ☆ ایک ایک بار چوتھائی سر کا مسح کرنا یعنی گیلا ہاتھ سر پر پھیر لینا
- ☆ ایک بار ٹخنوں سمیت دونوں پیروں کو دھونا

رسول اکرم ﷺ کی سنت کے مطابق وضو کا مسنون طریقہ حسب ذیل ہے:

وضو کرنے والے کو چاہیے کہ اپنے دل میں وضو کا ارادہ کر کے قبلہ کی طرف منہ کر کے کسی اونچی جگہ بیٹھے اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر پہلے دونوں ہاتھ تین بار کلائی تک دھوئے پھر مسواک کرے۔ اگر مسواک نہ ہو تو انگلی سے اپنے دانتوں اور مسوڑھوں کو مل کر صاف کرے۔ اگر دانتوں یا تالو میں کوئی چیز اٹکی یا چپکی ہو تو

اس کو انگلی سے نکالے اور چھڑائے ۔ پھر تین مرتبہ کلی کرے اور اگر روزہ دار نہ ہو تو غرغرہ بھی کرے لیکن اگر روزہ دار ہو تو غرغرہ نہ کرے کہ حلق کے اندر پانی چلے جانے کا خطرہ ہے۔ پھر داہنے ہاتھ سے تین دفعہ ناک میں پانی چڑھائے اور بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرے پھر دونوں ہاتھوں میں پانی لے کر تین مرتبہ اس طرح چہرہ دھوئے کہ ماتھے پر بال نکلنے کی جگہ سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک اور داہنے کان کی لو سے بائیں کان کی لو تک سب جگہ پانی بہہ جائے اور کہیں ذرا بھی پانی بہنے سے نہ رہ جائے۔ اگر داڑھی ہو تو اسے بھی دھوئے اور داڑھی میں انگلیوں سے خلال بھی کرے۔ لیکن اگر احرام باندھا ہو تو خلال نہ کرے پھر تین مرتبہ کہنی سمیت یعنی کہنی سے کچھ اوپر داہنا ہاتھ دھوئے پھر اسی طرح تین مرتبہ بایاں ہاتھ دھوئے اگر انگلی میں تنگ انگوٹھی یا چھلہ ہو یا کلائیوں میں تنگ چوڑیاں ہوں تو ان سب کو ہلا پھرا کر دھوئے تاکہ سب جگہ پانی بہہ جائے۔ پھر ایک بار پورے سر کا مسح کرے اس کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو پانی سے تر کر کے انگوٹھے اور کلمہ کی انگلی چھوڑ کر دونوں ہاتھوں کی تین تین انگلیوں کی نوک کو ایک دوسرے سے ملائے اور ان چھ انگلیوں کو اپنے ماتھے پر رکھ کر پیچھے کی طرف سر کے آخری حصے تک لے جائے۔ اس طرح کہ کلمہ کی دونوں انگلیاں اور دونوں انگوٹھے اور دونوں ہتھیلیاں سر کے دائیں بائیں حصہ پر ہوتی ہوئی ماتھے تک واپس آ جائیں۔ پھر کلمہ کی انگلی کے پیٹ سے کانوں کے اندر کے حصوں کا اور انگوٹھے کے پیٹ سے کان کے اوپر کا مسح کرے اور انگلیوں کی پیٹھ سے گردن کا مسح کرے۔ پھر تین بار داہنا پاؤں ٹخنے سمیت یعنی ٹخنے سے کچھ اوپر تک دھوئے۔ پھر بایاں پاؤں اسی طرح تین دفعہ دھوئے پھر بائیں ہاتھ کی چھنگلیا سے دونوں پیروں کی انگلیوں کو اس طرح خلال کرے کہ پیر کی داہنی چھنگلیا سے شروع کرے اور بائیں چھنگلیا پر ختم کرے وضو ختم کر لینے کے بعد ایک مرتبہ یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ

اور کھڑے ہو کر وضو کا بچا ہوا پانی تھوڑا سا پی لے کہ یہ بیماریوں سے شفا ہے اور بہتر یہ ہے کہ وضو میں ہر عضو کو دھوتے ہوئے بسم اللہ پڑھ لیا کرے اور درود شریف اور کلمہ شہادت بھی پڑھتا رہے۔

احکام غُسل

فرض: اول: منہ بھر کر کلی کرنا
دوم: ناک میں اچھی طرح پانی ڈالنا
سوم: سارے بدن کا دھونا فرض ہے

غسل کی سنتیں: نیت کرنا ، دونوں ہاتھوں کو کلائیوں تک دھونا، بسم اللہ پڑھنا، شرمگاہ دھونا خواہ ناپاک نہ بھی ہو، پھر پورا وضو کرنا ، پھر تین بار سر اور تمام بدن پر پانی ڈالنا قبلہ کی طرف منہ نہ کرنا جبکہ ننگا ہو۔ تمام بدن پر پانی مل لینا تاکہ سارے بدن پر اچھی طرح پہنچ جائے۔ ایسی جگہ نہانا جہاں کوئی نہ دیکھے۔ پانی میں کمی اور زیادتی نہ کرنا۔

غُسل کرنے کا مسنون طریقہ

غسل کرنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ دل سے نیت کرنے کے ساتھ زبان سے بھی کہے تو افضل ہے۔ پھر پانی لیتے وقت بسم اللہ پڑھے پھر دونوں ہاتھوں کو کلائی تک تین مرتبہ دھوئے پھر استنجے کی جگہ دھوئے خواہ نجاست ہو یا نہ ہو پھر بدن پر جہاں کہیں نجاست ہو اس کو دور کرے۔ پھر نماز کا سا وضو کرے مگر پاؤں نہ دھوئے ہاں اگر چوکی یا پتھر وغیرہ پر نہائے تو پاؤں بھی دھوئے پھر بدن پر تیل کی طرح پانی ملے خصوصاً جاڑے میں۔ پھر تین مرتبہ داہنے کندھے پر۔ پھر تین مرتبہ بائیں کندھے پر پھر سر پر اور تمام بدن پر تین بار پانی بہائے پھر غسل کی جگہ سے علیحدہ ہو جائے۔ اگر وضو کرنے میں پاؤں نہیں دھوئے تھے تو اب دھولے

اور نہانے میں قبلہ رُخ نہ ہو۔ ایسی جگہ ہو کہ کوئی نہ دیکھے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو ناف سے گھٹنے تک کا ستر تو ضروری ہے۔ کسی قسم کا کلام کرے نہ دعا پڑھے۔ اس دوران عورتوں کو بیٹھ کر نہانا بہتر ہے۔ اکثر ہمارے مسلمان بھائی علم دین سے بے خبری کے باعث سنت طریقے سے غسل کرنا نہیں جانتے بلکہ غیر اسلامی طریقے سے یوں کرتے ہیں کہ غسل خانے میں داخل ہوتے ہی سر پر پانی ڈالا اور پھر صابن لگا کر نہانا شروع کر دیا پھر دو تین مرتبہ پانی بہایا اور غسل کو مکمل کرتے ہوئے غسل خانے سے باہر تشریف لے آئے۔ اگرچہ اس طرح جسم سے میل کچیل تو اتر جاتی ہے لیکن انسان کا جسم پاکیزہ نہیں ہوتا۔ کیونکہ جب تک اسلامی طریقے سے غسل نہیں کیا جائے گا جسم طہارت اور پاکیزگی کے زمرے میں نہیں آئے گا۔ جب اسلامی طریقے سے جسم پاکیزہ نہیں ہوگا تو غیر اسلامی طریقہ سے کیے ہوئے غسل کے بعد نماز پڑھنے سے نماز نہ ہوگی۔

تیمّم

تیمّم شرعی طور پر اس قصد کو کہتے ہیں جو پاک کرنے والی مٹی وغیرہ سے طہارت حاصل کرنے کے لیے کیا جاتا ہے۔

شرائطِ تیمّم

تیمّم کرنے والا مسلمان ہو۔ نیت بھی کرے۔ تین یا زائد انگلیوں سے مسح کرے۔ مسح پاک مٹی یا اس چیز پر ہو جو مٹی کی جنس سے ہے۔ مٹی وغیرہ صرف پاک ہی نہ ہو بلکہ پاک کرنے والی بھی ہو۔ پانی موجود نہ ہو یا بیماری ہو یا اس بات کا خوف ہو کہ اگر پانی استعمال کیا جائے گا تو ہلاکت واقع ہو جائے گی یا کم از کم بیماری میں ترقی ہو جائے گی۔

تیمّم کرنے کا طریقہ

پہلے دونوں ہاتھ پاک مٹی پر مار کر پورے چہرے کا مسح کرے۔ کوئی حصہ باقی نہ رہے اور دوسری مرتبہ ہاتھ مار کر بائیں ہاتھ کی انگلیاں اور ہتھیلی کا کچھ حصہ دائیں ہاتھ کی چھنگلی کے پور کے نیچے رکھ کر سیدھے ہاتھ کے بیرونی حصہ پر کھینچتا ہوا کہنیوں تک لے جائے۔ پھر بائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی اور انگوٹھا اور ہتھیلی کا بقیہ حصہ سیدھے ہاتھ کی کہنی کے اندرونی حصہ سے کھینچتا ہوا انگلیوں کے سروں تک پہنچائے اور بائیں ہاتھ کا بھی اسی طرح مسح کرے۔

جب اس بات کا یقین ہو جائے کہ آپ کا بدن اور کپڑے ہر قسم کی نجاست سے پاک ہیں اور شریعت کے بتائے ہوئے طریقے پر آپ نے طہارت بھی حاصل کر لی ہے تو اب آپ نماز کے لیے بالکل تیار ہیں قبل اس کے کہ ان تمام اعمال کو صحیح طور پر ادا کرنے کا طریقہ اور ان کی ترتیب بیان کی جائے نماز سے متعلق چند ضروری باتیں ذہن نشین کر لیں۔

اوقاتِ نماز

اللہ تعالیٰ کی عظمت و بزرگی کا تقاضا تو یہ ہے کہ انسان ہر وقت سر بسجود رہے لیکن ہر وقت کی مشغولیت سے دنیاوی زندگی میں حرج ہوتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر دن رات میں صرف پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔

نماز فجر: صبح صادق کے بعد سورج نکلنے سے پہلے تک پڑھی جا سکتی ہے۔ صبح صادق سے سورج نکلنے تک تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کا وقفہ ہوتا ہے۔ فجر کی نماز میں کل چار رکعتیں ہوتی ہیں دو رکعت سُنت دو رکعت فرض۔ فجر کی سنتیں مؤکدہ ہیں یعنی ان کے پڑھنے کی سخت تاکید آئی ہے اور چھوڑ دینے پر گناہ ہے۔

نمازِظہر: ظہر کا وقت دوپہر ڈھلنے کے بعد سے شروع ہو جاتا ہے اورعصر کے وقت تک رہتا ہے۔ بہتر ہےعصر کا وقت شروع ہونے سے قبل ظہر کے وقت کے اندر اندر پڑھ لی جائے۔ جب ہر چیز کا سایہ اصل سائے سے دو چند ہو جائے۔ظہر کی نماز میں کل بارہ رکعتیں ہیں۔ پہلے چار سُنت پھر چار فرض پھر دو سنت پھر دونفل، فرضوں سے پہلے اور بعد کی سنتیں مؤکدہ ہیں۔

نمازِعصر: جب ہر چیز کا سایہ دوگنا ہو جائے اس وقت سے لیکر سورج زرد ہونے تک پڑھی جا سکتی ہے۔ سورج زرد ہونے پر عصر پڑھنا مکروہ ہے اس لیے اس بات سے جہاں تک ممکن ہو پرہیز کرنا چاہیے۔عصر کی کُل آٹھ رکعتیں ہیں۔ چار رکعت سنت پھر چار رکعت فرض۔عصر کی سنتیں غیر مؤکدہ ہیں مگر پڑھنے کی بڑی فضیلت ہے۔

نمازِمغرب: شام کو سورج غروب کے بعد سے شفق سپید کے چھپنے تک پڑھی جا سکتی ہے۔ نمازمغرب کی کُل سات رکعتیں ہیں۔ پہلے تین فرض پھر دو سُنت پھر دونفل۔ یہ دوسنتیں بھی مؤکدہ ہیں۔

نمازِعشاء: غروب شفق سے صبح صادق تک پڑھی جا سکتی ہے لیکن آدھی رات کے بعد عشاء کا وقت مکروہ ہو جاتا ہے۔ جو وقت عشاء کا ہے وہی نماز وتر کا بھی ہے مگر وتر کی نماز عشاء کے فرضوں سے پہلے نہیں پڑھی جا سکتی۔ جوشخص آخری شب میں تہجد کے لیے اُٹھنے کا عادی ہو اس کے لیے مستحب ہے کہ وتر تہجد کے ساتھ پڑھ لے لیکن اگر شب میں اُٹھنا مشکوک ہو تو بہتر ہے کہ نماز وتر عشاء کے ساتھ ہی ادا کر لی جائے۔ نماز عشاء میں کل سترہ رکعتیں ہیں پہلے چار سنت پھر چار فرض پھر دو سنت پھر دونفل پھر تین وتر پھر دونفل، عشاء کی پہلی چار سنتیں غیر مؤکدہ ہیں۔

مکروہ اوقات

نماز کے لیے تین اوقات مکروہ ہیں اور مکروہ اوقات میں نماز پڑھنے کی ممانعت ہے۔طلوع آفتاب کے وقت۔ زوال کے وقت۔غروب آفتاب کے وقت۔ان اوقات میں تو ہر قسم کی نماز پڑھنا ممنوع ہے حتیٰ کہ سجدۂ تلاوت تک منع ہے۔ ان کے علاوہ دو وقت ایسے ہیں جن میں صرف نفل نماز نہیں پڑھی جاسکتی۔ صبح صادق کے بعد سے طلوع آفتاب تک کہ اس میں صرف فجر کی دوسنتیں اور دو فرض پڑھے جا سکتے ہیں عصر کی چار رکعتوں کے بعد بھی کوئی نفل نماز نہیں پڑھی جا سکتی۔

نماز کے چند ضروری مسائل

فرائض نماز

نماز کے سات فرائض ہیں:

☆ تکبیر تحریمہ یعنی اللہ اکبر کہنا۔

☆ قیام یعنی سیدھا کھڑے ہوکر نماز پڑھنا۔

فرض، وتر، سنتِ فجر اور عیدین کی نماز میں قیام فرض ہے۔ بلا عذر اگر بیٹھ کر پڑھے گا تو نماز نہ ہوگی نفل نماز بیٹھ کر بھی پڑھی جا سکتی ہے۔

☆ قرأت یعنی قرآن پڑھنا۔

مطلقاً ایک آیت پڑھنا، فرض کی دو رکعتوں میں، وتر و نوافل کی ہر رکعت میں فرض ہے۔مقتدی کو کسی نماز میں قرأت جائز نہیں۔

☆ رکوع کرنا۔

☆ سجدہ کرنا۔

قعدہ اخیرہ یعنی نماز پوری کر کے التحیات میں بیٹھنا۔

☆ دونوں طرف سلام پھیرنا۔

ان میں سے اگر کوئی ایک فرض بھی رہ جائے تو نماز نہ ہوگی اگر چہ سجدہ سہو ادا کیا جائے۔

واجباتِ نماز

واجبات نماز وہ اعمال ہیں جن کا نماز میں ادا کرنا ضروری ہے اگر ان میں سے کوئی عمل رہ جائے تو سجدہ سہو کر لینے سے نماز درست ہو جائے گی۔ اگر سجدہ سہو نہ کیا یا قصداً کوئی واجب چھوڑا تو نماز کا لوٹانا واجب ہے۔ واجب کا ترک کر دینا اچھا نہیں۔ قصداً واجب چھوڑنے سے گناہ ہوتا ہے واجباتِ نماز حسب ذیل ہیں:

☆ سورۃ فاتحہ پڑھنا۔

☆ سورۃ فاتحہ کے بعد کوئی دوسری چھوٹی سورت ملانا

☆ فرض کی پہلی دو رکعتوں میں تلاوت کرنا۔

☆ رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا۔

☆ دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا۔

☆ قعدہ اولیٰ یعنی چار رکعت والی نماز میں دو رکعتوں کے بعد بیٹھنا

☆ دونوں قعدوں میں تشہد پڑھنا قعدہ اولیٰ میں تشہد پر کچھ نہ پڑھنا

☆ قرأت کے وقت مقتدی کا خاموش رہنا سوائے قرأت کے تمام واجبات میں امام کی متابعت کرنا

☆ تمام ارکان سکون و اطمینان سے ادا کرنا

☆ ظہر اور عصر میں قرأۃ آہستہ کرنا

☆ امام کے لیے مغرب و عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں اور فجر و جمعہ و عیدین

اور نماز تراویح کی سب رکعتوں میں قرأۃ بلند آواز سے کرنا۔

☆ وتر میں دعائے قنوت پڑھنا۔

☆ عیدین میں چھ تکبیریں زائد کہنا۔

واجبات میں سے اگر کوئی واجب بھول جائے تو سجدہ سہو کرنے سے نماز درست ہو جائے گی۔

نماز کی سنتیں

نماز میں جو امور رسول اکرمﷺ سے ثابت ہیں لیکن ان کی تاکید فرض اور واجب سے کم ہے، انھیں سنت کہا جاتا ہے۔ ان امور میں اگر کوئی کام سہواً چھوٹ جائے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور نہ ہی انسان گنہگار ہوتا ہے اور نہ سجدہ سہو واجب ہوتا ہے۔ البتہ ان کے چھوڑنے سے ثواب میں کمی ہو جاتی ہے۔ لہٰذا اہل تقویٰ کے لیے ضروری ہے کہ وہ نماز کی سنتوں پر ضرور عمل کریں کیونکہ یہ وہ امور ہیں جن پر نبی کریمﷺ نے بذات خود عمل کیا۔ نماز کی سنتیں حسب ذیل ہیں:

☆ تکبیر تحریمہ کے وقت مردوں کو دونوں ہاتھ کانوں تک اُٹھانا اور عورتوں کو کندھوں تک اُٹھانا۔

☆ مردوں کو ناف کے نیچے اور عورتوں کو سینے پر ہاتھ باندھنا۔

☆ ثناء پڑھنا۔ اعوذ باللہ پوری پڑھنا۔ بسم اللہ پوری پڑھنا۔

☆ ہر رکن سے دوسرے رُکن کی طرف منتقل ہوتے وقت اللہ اکبر کہنا۔

☆ رکوع سے اُٹھتے وقت سمع الله لمن حمده کہنا۔

☆ رکوع میں سبحان ربی العظیم کم از کم تین بار کہنا۔

☆ سجدے میں سبحان ربی الاعلیٰ کم از کم تین بار کہنا۔

☆ التحیات کے لیے مردوں کو بائیں پاؤں پر بیٹھنا اور سیدھا پاؤں کھڑا رکھنا اور عورتوں کو دونوں پاؤں سیدھی طرف نکال کر کولھوں پر بیٹھنا۔

☆ بازو کروٹوں سے اور پیٹ رانوں سے جدا رکھنا۔مگر جب صف میں ہوگا تو بازو کروٹوں سے جدا نہ ہونگے۔

☆ کلائیاں زمین سے اونچی رکھنا اور انگلیوں کا قبلہ رو ہونا ملی ہوئی ہونا۔

☆ دونوں سجدوں کے درمیان داہنا قدم کھڑا کر کے اور بایاں قدم بچھا کر اس پر بیٹھنا۔

☆ ہاتھوں کا رانوں پر رکھنا ،سجدہ میں دونوں پاؤں کی تمام انگلیوں کا پیٹ زمین پر لگنا اور قبلہ رو ہونا۔

☆ درود شریف پڑھنا ، درود شریف کے بعد دعا پڑھنا۔سلام کے وقت دائیں بائیں منہ پھیرنا۔سلام میں فرشتوں اور مقتدیوں کی نیت کرنا۔

نماز توڑنے والی چیزوں کا بیان

جن چیزوں سے نماز ٹوٹ جاتی ہے ان میں سے کسی ایک بھی عمل کا ارتکاب کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور اس کا لوٹانا ضروری ہے۔

☆ نماز میں بات کرنا۔ جان بوجھ کر ہو یا بھول کر دونوں صورتوں میں نماز ٹوٹ جائے گی۔

☆ کسی کو سلام کا جواب دینا۔کسی کی چھینک پر یرحمک اللہ کہنا۔

☆ نماز سے باہر والے کسی شخص کی دعا پر آمین کہنا۔

☆ کسی بری خبر پر انا للہ...... یا کسی اچھی خبر پر الحمد للہ کہنا۔

☆ کسی عجیب خبر پر سبحان اللہ کہنا یا درد و تکلیف کی وجہ سے آہ یا اُف وغیرہ کہنا۔

☆ قرآن شریف دیکھ کر پڑھنا یا کوئی ایسی غلطی کرنا کہ معنی بدل جائیں۔

☆ نماز میں قصداً یا بھولے سے کھانا پینا،کم ہو یا زیادہ یہاں تک کہ اگر تل بغیر چبائے نگل لے یا کوئی بوند اس کے منہ میں گرے اور نگل لے تو نماز

ٹوٹ جائے گی۔

☆ نماز پڑھتے پڑھتے دوصفوں کی مقدار آگے بڑھ جانا۔ اتفاقیہ ستر کا کھل جانا اور اتنی دیر کھلے رہنا جتنی دیر میں نماز کا کوئی رکن ادا ہوسکتا ہو۔

☆ ناپاک جگہ پر سجدہ کرنا۔

☆ بالغ آدمی کا قہقہہ مار کر ہنسنا۔

☆ مقتدی کا امام سے آگے بڑھ کر کھڑا ہونا۔

مکروہاتِ نماز

جو چیزیں نماز میں ناپسند کی جاتی ہیں انھیں مکروہات نماز کہتے ہیں۔

☆ کوکھ پر ہاتھ رکھنا۔

☆ آدھی کلائی سے زیادہ آستین چڑھی ہونا۔

☆ کپڑا سمیٹنا بدن یا کپڑے سے کھیلنا۔

☆ کپڑا لٹکانا یعنی سر یا کندھے پر اس طرح ڈالنا کہ دونوں کنارے لٹکتے ہوں۔

☆ زور کا پاخانہ یا پیشاب محسوس ہوتے وقت نماز پڑھنا۔

☆ انگلیاں چٹکانا۔

☆ انگلیوں کی قینچی باندھنا۔

☆ کمر پر ہاتھ رکھنا۔

☆ ادھر اُدھر منہ پھیرنا۔

☆ نگاہ آسمان کی طرف اُٹھانا۔

☆ ناک منہ کا چھپانا۔

☆ جس کپڑے پر جاندار کی تصور ہو اسے پہن کر نماز پڑھنا۔

☆ نماز کے آگے پیچھے یا دائیں بائیں جاندار کی تصویر ہونا۔

☆ انگڑائیاں یا قصداً جمائی لینا۔

☆ مرد کو سجدے میں پیٹ رانوں سے ملانا۔

☆ سر کھول کر نماز پڑھنا۔ البتہ اظہار عجز اور خشوع کے لیے سر کھول کر نماز پڑھنے میں مضائقہ نہیں۔ (درمختار)

یہ کراہت کا حکم مردوں کے لیے ہے۔ عورت اگر سر کھول کر نماز پڑھے گی تو نماز ہی نہ ہوگی۔

☆ آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنا۔ ہاں اگر آنکھیں بند کرنے سے قلبی توجہ حاصل ہو تو کچھ مضائقہ نہیں۔

نماز کی نیت کرنا

جو نماز بھی پڑھنی ہو اس کی نیت فرض ہے کوئی نماز نیت کے بغیر نہ ہوگی۔ نیت دل کے پکے ارادے کا نام ہے۔ زبان سے کہنا مستحب ہے کہ میں نے فلاں وقت کی نماز اتنی رکعت فرض یا اتنی سنت یا واجب یا نفل کی نیت کی۔ اگر امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہو تو یہ بھی ارادہ کرے کہ امام کے پیچھے نماز پڑھنے کی نیت کی۔ یہ ضروری نہیں کہ نیت صرف عربی زبان میں کی جائے آپ جس زبان میں چاہیے نیت کر سکتے ہیں۔ مثلاً اگر فجر کی نماز پڑھنی ہو تو یوں نیت کرے۔

میں نے نیت کی دو رکعت نماز فرض کی، وقت فجر پڑھتا ہوں خاص واسطے اللہ تعالیٰ کے، منہ میرا طرف کعبہ، اللہ اکبر۔ امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہو تو یہ الفاظ اور بڑھائے، میں نے اس امام کے پیچھے فلاں وقت کی نماز پڑھنے کی نیت کی۔ غرض یہ کہ جس وقت کی نماز پڑھے اس کا نام لیکر نیت کرے۔ وتر پڑھے تو تین رکعت وتر واجب کہے۔ سنت پڑھے تو یوں کہے میں نے فلاں وقت کی سنتوں کی نیت کی اسی طرح نفل نماز کی نیت کرے۔

نماز پڑھنے کا طریقہ

ثناء: سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ

پاک ہے تو اے اللہ میں تیری حمد کرتا ہوں تیرا نام برکت والا ہے۔

وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآاِلٰهَ غَيْرُكَ ط

اور تیری شان بہت بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

اگر جماعت کے ساتھ امام کے پیچھے نماز شروع کرے تو ثناء پڑھ کر خاموش رہے اور امام کی قرأت سنے اور اگر تنہا ہو تو ثنا کے بعد تعوّذ، تسمیہ، سورۃ فاتحہ اور کوئی سورۃ پڑھے۔

تعوّذ: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم ط

میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی، شیطان مردود سے

تسمیہ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

سورۃ فاتحہ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ o الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

سب تعریف اللہ کے لیے ہے جو سارے جہاں کا پروردگار ہے بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ o اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ o

قیامت کے دن کا مالک ہے۔ (اے اللہ) تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔

اِهْدِنَاالصِّرَاطَ ۝ الْمُسْتَقِیْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۝

ہم کوسیدھا راستہ چلا ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا

غَیْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَاالضَّآلِّیْنَ ۝

نہ ان لوگوں کا راستہ جو تیرے غضب میں مبتلا ہوئے اور نہ گمراہوں کا۔

اس کے بعد امام اور مقتدی آہستہ کہے۔ (آمین)

سورۃ اخلاص: قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ یَلِدْ

کہو اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس نے کسی کو جنا

وَلَمْ یُوْلَدْ ۝ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ۝

اور نہ وہ کسی سے جنا گیا اور کوئی بھی اس کا ہمسر نہیں ہے۔

پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے رکوع میں جائے اور گھٹنوں کو ہاتھ کی انگلیوں سے مضبوط پکڑے اور اتنا جھکے کہ سر اور کمر برابر ہو جائے اور کم سے کم تین بار کہے۔

تسبیح رکوع: سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ ط

پاک ہے میرا پروردگار عظمت والا

تسبیح رکوع: سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ ط

اللہ نے اس کی سن لی جس نے اس کی تعریف کی۔

قومہ: پھر دونوں ہاتھ چھوڑ کر سیدھا کھڑا ہو جائے اور مقتدی تحمید کہے۔

تحمید: رَبَّنَالَکَ الْحَمْدُ ط

اے پروردگار سب تعریف تیرے ہی لیے ہے۔

تنہا نماز پڑھنے والا تسمیع اور تحمید دونوں کہے۔ پھر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدے میں جائے۔ اس طرح کہ پہلے گھٹنے پھر دونوں ہاتھ زمین پر رکھے پھر ناک اور پھر پیشانی خوب جمائے اور چہرہ دونوں ہاتھوں کے درمیان رکھے۔ مرد بازوؤں کو کروٹوں سے اور پیٹ کو رانوں سے اور رانوں کو پنڈلیوں سے جدا رکھے اور کہنیاں زمین سے اُٹھی ہوئی ہوں اور دونوں پاؤں کی انگلیوں کے پیٹ قبلہ رو

زمین پر جمے ہوئے ہوں اور کم سے کم تین بار پڑھے۔

سجدہ کی تسبیح: سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی ط

پاک ہے میرا پروردگار بہت بلند۔

پھر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ سے اس طرح اُٹھے کہ پہلے پیشانی پھر ناک پھر ہاتھ اٹھیں اور بایاں قدم بچھا کر اس پر بیٹھے اور داہنا قدم کھڑا کرکے رکھے کہ اس کی انگلیاں قبلہ رو ہوں اور ہاتھ رانوں پر گھٹنوں کے قریب رکھے کہ ان کی انگلیاں بھی قبلہ رُخ ہوں پھر اللہ اکبر کہتا ہوا ''**دوسرا سجدہ**'' اسی طرح ادا کرے اور پھر اللہ اکبر کہتا ہوا کھڑا ہو جائے۔

قیام: تسمیہ، فاتحہ اور کوئی سورۃ پڑھ کر اسی طرح رکوع و سجود کرے۔ لیکن امام کے پیچھے مقتدی بسم اللہ، فاتحہ اور سورۃ نہیں پڑھے گا وہ خاموش کھڑا رہے گا۔

قعدہ: دوسری رکعت کے دونوں سجدوں سے فارغ ہو کر اس طرح بیٹھ جائے۔ جس طرح وہ سجدوں کے درمیان بیٹھا تھا۔

تشہد: اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبٰتُ ط اَلسَّلَامُ

تمام قولی عبادتیں اور تمام فعلی عبادتیں اور مالی عبادتیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ سلام ہو

عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ط اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا

تم پر اے نبی (ﷺ) اور اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں۔ سلام ہو ہم پر

وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ ہ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

اور اللہ کے نیک بندوں پر میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ط

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد (ﷺ) اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

اگر چار رکعت والی نماز ہے تو تشہد کے بعد اللہ اکبر کہے اور کھڑا ہو جائے اور دونوں رکعتوں میں اگر فرض ہوں تو صرف فاتحہ پڑھ کر قاعدہ کے مطابق رکوع و سجود کرے اگر نفل و سنت ہوں تو فاتحہ اور سورۃ بھی پڑھے۔ لیکن امام کے پیچھے

مقتدی تسمیہ اور فاتحہ نہیں پڑھے گا۔ وہ خاموش کھڑا رہے گا۔ پھر چار رکعتیں پوری کر کے بیٹھ جائے اور تشہد، درود شریف اور دعا پڑھے اور سلام پھیر دے۔

درود شریف: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ

الٰہی حضرت محمد (ﷺ) پر اور حضرت محمد (ﷺ) کی آل پر صلوٰۃ بھیج

كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۝

جس طرح تو نے صلوٰۃ بھیجی حضرت ابراہیمؑ پر اور حضرت ابراہیمؑ کی آل پر بیشک تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ

الٰہی برکت دے حضرت محمد (ﷺ) کو اور حضرت محمد (ﷺ) کی آل کو

كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۝

جس طرح تو نے برکت دی حضرت ابراہیمؑ کو اور حضرت ابراہیمؑ کی آل کو بیشک تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔

دعا: رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِیْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ۝

اے میرے پروردگار مجھ کو نماز کا پابند بنا دے اور میری اولاد کو بھی۔ اے ہمارے پروردگار ہماری دعا قبول فرما

رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ۝

اے ہمارے پروردگار مجھ کو میرے ماں باپ کو اور سارے مسلمانوں کو بخش دے۔ اس روز جبکہ (عملوں کا) حساب ہونے لگے۔

سلام: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ ط

تم پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت

داہنی طرف کے سلام میں داہنی طرف کے فرشتوں اور نمازیوں کی نیت کرے کہ میں ان کو سلام کہہ رہا ہوں اور بائیں طرف کے سلام میں امام کی نیت بھی کرے اور اس طرح امام بھی دونوں طرف کے سلاموں میں فرشتوں اور

مقتدیوں کی نیت کرے اور جب تنہا ہوتو دونوں طرف فرشتوں کی نیت کرے۔ یہ نماز پڑھنے کا طریقہ مردوں کے لیے ہے۔ عورتوں کے لیے چند باتوں کا فرق ہے۔ عورت تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ کندھوں تک اٹھائے گی اور کپڑے سے ہاتھ باہر نہ نکالے گی۔ قیام میں سینے پر ہاتھ باندھے گی۔ ہتھیلی پر ہتھیلی رکھے گی۔ رکوع میں جھکے گی اور گھٹنوں کو جھکائے گی اور ہاتھ گھٹنوں پر رکھے گی مگر ان کو پکڑے گی نہیں اور انگلیاں کشادہ نہ رکھے گی۔ رکوع و سجود سمٹ کر کرے گی۔ سجدے میں پیٹ ران سے اور ران پنڈلی سے ملائے گی اور ہاتھ زمین پر بچھا دے گی۔ التحیات میں بیٹھتے وقت دونوں پاؤں داہنی طرف یا بائیں طرف نکال کر سرین پر رکھے گی اور انگلیاں ملا کر رکھے گی۔ باقی سب کچھ اسی طرح کرے گی۔

نماز کے بعد دعا اور ذکر کا بیان

دعا: رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ

اے ہمارے پروردگار ہم کو دنیا میں بھی بھلائی اور

فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ط

آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا۔

حضرت انس بن مالکؓ کی روایت کے مطابق یہ دعائیہ آیت رسول اکرم ﷺ کی پسندیدہ آیت تھی۔ جب بھی دعا کرنا چاہتے یہ ہی دُعا کرتے یا جب کوئی دوسری دعا کرتے تو اس دعا کو ضرور ساتھ ملا لیتے تھے۔

(بخاری و مسلم کتاب التفسیر اور کتاب الدعوات)

ذکر بعد از نماز

ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ **سُبْحَانَ اللّٰہِ**، ۳۳ مرتبہ **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ**، ۳۴ مرتبہ **اَللّٰہُ اَکْبَرُ** اور ایک بار یہ کہے:

لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ وَحْـدَہٗ لَا شَـرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَ

هُوَعَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر٥

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لیے بادشاہت اور اسی کے لیے حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اس کے پڑھنے سے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

سجدہ سہو کا بیان

نماز میں اگر کوئی واجب چھوٹ جائے یا کسی فرض کی ادائیگی میں تاخیر ہو جائے تو سجدہ سہو کر لینے سے نماز درست ہو جائے گی۔

اس کا طریقہ یہ ہے کہ آخری قعدہ میں تشہد پڑھ کر دائیں طرف سلام پھیرے پھر دو سجدے کرے اور دونوں سجدوں میں تسبیح یعنی **سبحان ربی الاعلیٰ** تین تین بار پڑھے۔ اس کے بعد بیٹھ کر پھر سے تشہد پڑھا جائے درود شریف اور دعا پڑھ کر دونوں طرف سلام پھیر دیا جائے۔

اگر نماز میں کئی ایسی چیزیں ہو جائیں جن سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے تو سب کے لیے ایک ہی مرتبہ دو سجدے سہو کے کافی ہیں۔ اس بات کا خیال رہے کہ فرض کے چھوٹ جانے سے سجدہ سہو کافی نہ ہوگا اس کے لیے نماز کو دوبارہ پڑھنا ضروری ہے۔

سجدہ تلاوت کا بیان

حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ جب ابن آدم آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ کرتا ہے تو شیطان ہٹ جاتا ہے اور رو رو کر کہتا ہے ہائے میری بربادی ابن آدم کو سجدہ کا حکم ہوا اس نے سجدہ کیا اس کے لیے جنت ہے اور مجھے حکم ہوا میں نے انکار کیا میرے لیے دوزخ ہے۔

قرآن حکیم میں چودہ آیات ایسی ہیں جن میں سے کوئی ایک آیت پڑھنے

یا سننے سے سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔ سجدہ تلاوت میں تکبیر تحریمہ کے سوا تمام وہ شرائط ہیں جو نماز کے لیے ہیں اور جو چیزیں نماز کو فاسد کرتی ہیں ان سے سجدہ بھی فاسد ہو جاتا ہے۔ مثلاً کلام سلام وغیرہ

سجدہ کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ سجدہ تلاوت کی نیت سے کھڑا ہو اللہ اکبر کہتا ہوا سیدھا سجدے میں جائے اور کم از کم تین مرتبہ تسبیح سجدہ کہے۔ پھر اللہ اکبر کہتا ہوا کھڑا ہو جائے۔ سجدہ تلاوت کے لیے اللہ اکبر کہتے وقت نہ ہاتھ اٹھانا ہے نہ اس میں تشہد ہے نہ سلام۔

نماز وتر کا بیان

وتر کی نماز واجب ہے اگر چھوٹ جائے تو اس کی قضا پڑھنا لازم ہے۔ نماز وتر کا وقت عشاء کے فرائض کے بعد سے صبح صادق تک ہے۔ زیادہ بہتر یہ ہے کہ آخری شب میں نوافل کے ساتھ پڑھی جائے۔ مگر جسکو یہ خوف ہو کہ اُٹھ نہ سکے گا وہ عشاء کی نماز کے ساتھ ہی پڑھ لے۔ اس کی تین رکعتیں ہیں۔ دو رکعت پڑھ کر قعدہ کرے اور تشہد پڑھ کر کھڑا ہو جائے تیسری رکعت میں سورۃ فاتحہ اور کوئی ایک سورۃ پڑھ کر دونوں ہاتھ کانوں تک اُٹھائے اور اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ باندھ لے اور دعائے قنوت آہستہ پڑھے کہ یہ واجب ہے۔

دعائے قنوت

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ

اے اللہ ہم تجھ سے مدد چاہتے ہیں اور تجھ سے بخشش مانگتے ہیں۔

وَنُؤْمِنُ بِکَ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْکَ وَنُثْنِیْ عَلَیْکَ الْخَیْرَ

اور تجھ پر ایمان لاتے ہیں اور تجھ پر بھروسہ رکھتے ہیں اور تیری بہت اچھی تعریف کرتے ہیں۔

وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ

اور تیرا شکر کرتے ہیں اور ناشکری نہیں کرتے اور الگ کرتے ہیں چھوڑتے ہیں اس شخص کو

يَّفْجُرُكَ ط اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَ

جو تیری نافرمانی کرے۔ اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرے ہی لیے نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں

اِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْا رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ ط

اور تیری ہی طرف دوڑتے ہیں اور خدمت کے لیے حاضر ہوتے ہیں اور تیری رحمت کے اُمیدوار ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں بیشک تیرا عذاب کافروں کو ملنے والا ہے۔

صلوٰۃ تراویح

رمضان المبارک کے مہینے میں تراویح کی نماز پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔ جس رات کو رمضان کا چاند دیکھا جائے اسی رات سے تراویح شروع کی جائے اور جب عید الفطر کا چاند دیکھا جائے تو چھوڑ دی جائے۔ نماز تراویح میں ایک مرتبہ قرآن مجید ختم کرنا سنت ہے۔ نماز تراویح باوجود کھڑا ہونے کی طاقت کے بیٹھ کر پڑھنا مکروہ ہے۔ بعض لوگ رکعت کے شروع میں شریک نہیں ہوتے بیٹھے رہتے ہیں جب امام رکوع کرتا ہے تو رکوع میں شریک ہو جاتے ہیں ایسا کرنا مکروہ ہے۔

پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ عشاء کی فرض اور سنتوں کے بعد بیس رکعات دو دو رکعت کی نیت باندھ کر پڑھے۔ ہر چار رکعات کے بعد یہ تسبیح پڑھے۔

تسبیح تراویح

سُبۡحٰنَ ذِی الۡمُلۡكِ وَالۡمَلَكُوۡتِ ط سُبۡحٰنَ ذِی الۡعِزَّةِ وَالۡعَظۡمَةِ وَالۡهَيۡبَةِ وَالۡقُدۡرَةِ وَالۡكِبۡرِيَآءِ وَالۡجَبَرُوۡتِ ط سُبۡحٰنَ الۡمَلِكِ الۡحَيِّ الَّذِیۡ لَايَنَامُ وَلَايَمُوۡتُ ط سُبُّوۡحٌ قُدُّوۡسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الۡمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوۡحِ ط اَللّٰهُمَّ اَجِرۡنَا مِنَ النَّارِ ط يَامُجِيۡرُ يَامُجِيۡرُ يَامُجِيۡرُ ط

پاک ہے وہ زمین اورآسمان کی بادشاہی کرنے والا پاک ہے عزت اور بزرگی اور ہیبت اور قدرت اور بڑائی اور دبدبے والا پاک ہے۔ بادشاہ وہ حقیقی جو سدا زندہ ہے جو نہ کبھی سوتا ہے اور نہ ہی مرے گا بہت ہی پاک ہے اور بہت ہی مقدس ہمارا اور فرشتوں اور روح کا پروردگار۔ اے اللہ ہم کو عذاب سے بچالے۔اے بچانے والے اے بچانے والے اے بچانے والے۔

فضائل جمعۃ المبارک

شریعت مطہرہ میں جمعہ کے دن کی بڑی فضیلت ہے۔ اسے سید الایام کہا گیا اور یہ مسلمانوں کے لیے عید تصور کیا جاتا ہے۔ اسی روز حضرت آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے، اسی روز جنت میں داخل کیے گئے، اسی دن جنت سے نکال کر دنیا کی طرف بھیجے گئے، جن کی آمد سے دنیا آباد ہوئی۔ اسی دن اُن کی توبہ قبول ہوئی اور اسی دن ان کی وفات ہوئی۔

جمعہ کے دن قیامت قائم کی جائے گی۔ گویا نوع انسانی کا آغاز بھی اسی دن ہوا، انجام بھی اسی دن ہوگا۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جو مسلمان جمعہ کے دن فوت ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اسے عذاب

قبر سے بچا لیتا ہے۔

جمعہ کے دن ایک گھڑی ایسی ہے جو قبولیت کی ہے۔ اس وقت جو دعا بھی کی جائے وہ ضرور منظور ہوگی۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ:

اللہ تعالیٰ جمعہ کے دن چھ لاکھ انسانوں کو دوزخ سے آزاد کرتا ہے۔ (کیمیائے سعادت)

مزید فرمایا:

''جہنم کو ہر روز دوپہر ڈھلے بھڑکایا جاتا ہے مگر جمعہ کے دن یہ عمل اگلے دن پر موقوف کر دیا جاتا ہے۔'' (کیمیائے سعادت)

جمعہ ہی وہ بابرکت دن ہے جس کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

جمعہ کے دن مجھ پر درود شریف کی کثرت کرو، عام دنوں میں تمہارا درود مجھ تک پہنچایا جاتا ہے مگر جمعہ کے دن میں خود سنتا ہوں۔ (بخاری و مسلم)

نماز جمعہ کی فضیلت

نماز جمعہ فرض عین ہے اور قیام نماز میں اسے خاص اہمیت وفضیلت حاصل ہے۔ جو اس کی فرضیت کا منکر ہو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ بغیر عذر شرعی کے محض لاپرواہی کی بنا پر نماز جمعہ چھوڑنے والا سخت گنہگار ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''جو کوئی بغیر عذر تین جمعے ترک کر دے اس نے گویا اسلام سے منہ پھیر لیا اور اس کا دل زنگ آلود ہو گیا۔''

قرآن حکیم میں نماز جمعہ پڑھنے کے بارے میں سختی سے تاکید کی گئی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

''اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن اذان دی جائے تو نماز
کی طرف جلدی کرو اور خرید وفروخت ترک کر دو، اگر تم سمجھو
تو یہی تمہارے حق میں بہتر ہے۔''   (سورۃ جمعہ)

یہ اُن لوگوں سے خطاب کیا جا رہا ہے جو ایمان لا چکے ہیں کہ جب جمعہ کے دن اذان دی جائے اور نماز کے لیے بلایا جائے تو جلدی کرو اور اذان کے بعد خرید وفروخت بند کر دو۔ اگر تم سمجھو تو تجارت سے زیادہ نماز پڑھنا تمہارے حق میں بہتر ہے۔

نماز جمعہ مومنین کے لیے خاص تحفہ ہے اور یہ نماز پڑھنے سے بہت سارے دینی و دنیاوی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

جو شخص غسل کرے پھر جمعہ کو آئے جو (مقدر میں) ہو نماز
پڑھے پھر خاموش بیٹھے حتیٰ کہ امام کا خطبہ سننے سے فارغ ہو
جائے پھر اس کے ساتھ نماز پڑھے تو اس جمعہ اور دوسرے
جمعہ کے درمیان اور تین دن زیادہ کے اس کے گناہ بخش
دیئے جائیں گے۔

ترمذی شریف میں روایت ہے:

اور جو پاؤں اللہ کی راہ میں گرد آلود ہوں وہ دوزخ کی آگ
سے محفوظ رہیں گے۔

حضرت ابو سعیدؓ روایت کرتے ہیں فرمایا حضور نبی کریم ﷺ نے:

جو شخص ایک دن میں پانچ امور سرانجام دے گا اللہ تعالیٰ اس
کے لیے جنت میں داخل ہونا لکھ لیتا ہے۔ ان پانچ چیزوں
میں مریض کی عیادت ہے، دوسرے جنازے میں شرکت
ہے، تیسری روزہ رکھنا، چوتھی نماز جمعہ کی پابندی اور پانچویں

غلام آزاد کرنا ہے۔

الحاصل

جمعہ کا دن وہ بابرکت اور پر سعادت دن ہے جو اپنے جلو میں بڑی برکتیں سعادتیں اور نورانیت و فضیلت لیکر طلوع ہوتا ہے۔ یہ سعادتیں ، برکتیں اور نورانیت ، یہ پاکیزگی و انعام سب صدقہ ہے حضور پُرنور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا جو اللہ نے بطور خاص ان کی اُمت مرحومہ کے ساتھ مخصوص فرمایا۔ اسی لیے اس دن خصوصاً نماز جمعہ ادا کرنا خیر و برکت کے دروازے کھولنا ہے اور اس سے غفلت برتنا محرومیوں میں گرفتار ہو جانا ہے۔

مسائل جمعہ

نماز جمعہ ہر مسلمان مرد آزاد عاقل، بالغ ،شہر میں مقیم تندرست اور غیر معذور پر فرض ہے۔ ان افراد میں سے جو بغیر کسی عذر شرعی کے نماز جمعہ ترک کرے گا وہ آخرت میں سزا کا مستحق ہوگا۔

عورتیں ، غلام ، مسافر ، قیدی اور نابالغ پر نماز جمعہ فرض نہیں۔ اگر مسافر اور عورتیں نماز میں شریک ہو جائیں تو ان کی نماز درست ہو جائے گی۔

نماز جمعہ کی ادائیگی کے لیے چھ شرائط ہیں۔ ان مندرجہ ذیل شرائط میں سے اگر ایک بھی نہ ہو تو جمعہ نہ ہوگا۔ جس جگہ ایک بھی شرط مفقود ہو وہاں نماز ظہر پڑھی جائے شرائط یہ ہیں۔

☆ شہر یا شہر جیسا گاؤں۔

☆ وقت ظہر۔

☆ خطبہ۔

☆ جماعت۔

☆ اذان عام۔

☆ حاکم اسلام یا اس کے نائب کی اجازت سے جمعہ قائم ہوگا۔

نماز جمعہ کے لیے پہلے آنا ،غسل وضو مسواک کرنا، اچھے کپڑے پہننا، تیل سرمہ خوشبو لگانا اور پہلی صف میں بیٹھنا سنت ہے۔ جب خطبہ پڑھا جائے تو تمام حاضرین پر خاموشی سے خطبہ سننا فرض ہے۔ جن حضرات تک خطبے کی آواز نہ پہنچے ان پر بھی خاموش رہنا فرض ہے۔ خطبہ جمعہ کے لیے جب خطیب منبر پر بیٹھے تو اس کے سامنے دوسری اذان دی جائے۔ اذان کے بعد خطیب منبر پر سامعین کی طرف رُخ اور قبلہ کی طرف پشت کرکے کھڑا ہو۔ پہلے آہستہ تعوذ پڑھے۔ پھر بلند آواز سے حمد وثناء پڑھ کر شہادتیں پڑھے پھر درود شریف پھر کلمات وعظ اور قرآن پاک کی دو تین آیات پڑھ کر پہلا خطبہ ختم کر دے۔ پھر بقدر تین آیات پڑھنے کے بیٹھے۔ اس کے بعد دوسرا خطبہ مسنون سے شروع کرے اور درود شریف کا اعادہ کرکے خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کرام کا ذکر کرے۔ دین اسلام کی سر بلندی اور تمام مسلمانوں کے لیے دعائیہ کلمات پر خطبہ ثانی ختم کرے۔ اس کے بعد فوراً اقامت کہی جائے اور جمعہ کے دو رکعت فرض پڑھے جائیں۔ نماز جمعہ کی تعداد رکعات یہ ہیں۔

پہلے چار رکعت سُنت مؤکدہ پھر باجماعت دو رکعت فرض پھر چار رکعت سنت مؤکدہ پھر دو رکعت سنت آخر میں دو رکعت نفل۔ اسطرح کل چودہ رکعات ہونگی۔

طریقہ نیت نماز جمعہ

نیت فرض جمعہ، نیت کی میں نے ۲ رکعت نماز فرض جمعہ کی بندگی اللہ تعالیٰ کی۔ پیچھے اس امام کے منہ طرف کعبہ شریف کے۔ اللہ اکبر۔

نفل نمازوں کی اہمیت

نماز چونکہ حق تعالیٰ کو تمام عبادتوں سے زیادہ محبوب و مرغوب ہے۔ اس لیے جس قدر بھی اس کی کثرت کی جائے کم ہے چنانچہ شریعت نے اس بات کو پسند کیا ہے کہ فرض، واجب اور سنت نمازوں کے علاوہ اگر کوئی زیادہ نمازیں پڑھنا چاہے تو ضرور پڑھے۔

احادیث مبارکہ میں نفل نمازوں کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ ایک حدیث ہے کہ اگر کسی سے فرضوں کی صحیح ادائیگی میں کوتاہی ہوگئی تو قیامت کے دن اس کی کمی کو اس کے نفلوں سے پورا کیا جائے گا۔ یہاں ہم ان چند نوافل کا ذکر کریں گے جن کی فضیلتیں خاص طور پر حدیث میں وارد ہوئی ہیں۔

تحیۃ الوضو

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص وضو کرنے کے بعد دو رکعت خلوص سے اسطرح پڑھے کہ دوران نماز دنیا کا کوئی خیال دل میں نہ لائے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گزشتہ گناہ معاف فرما دے گا۔ وضو کے نفل بھی دوسری عام نفل نمازوں کی طرح پڑھے جاتے ہیں۔ نیت کرتے وقت دو رکعت نماز نفل تحیۃ الوضو کہے۔ خیال رہے کہ وضو کے نفل اعضاء وضو خشک ہونے سے پہلے پہلے پڑھ لے۔

تحیۃ المسجد

جو شخص مسجد میں داخل ہو تو اس کو مسجد کی تعظیم کے لیے دو رکعت نفل پڑھنا مستحب ہے۔ اس لیے کہ مکان کی تعظیم صاحب مکان ہی کے خیال سے ہوا کرتی ہے۔ بہر حال مسجد میں آنے کے بعد بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز نفل تحیۃ المسجد کی

نیت سے ادا کرے۔ بشرطیکہ مکروہ اوقات نہ ہوں اور اگر کوئی یہ نفل نہ پڑھ سکے تو چار مرتبہ کلمہ تمجید پڑھ لے:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ط وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ط

اللہ پاک ہے سب تعریف اللہ کے لیے ہے اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ بہت بڑا ہے۔ گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی توفیق نہیں مگر اللہ کی طرف سے، جو بہت بلند عظمت والا ہے۔

نماز اشراق

حدیث میں آتا ہے کہ اشراق کی نماز پڑھنے والے کو ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔ اس نماز کا افضل طریقہ یہ ہے کہ فجر کی نماز پڑھ کر وہیں بیٹھا ذکر کرتا رہے جب سورج پورا نکل آئے تو دو یا چار رکعت نماز اشراق کی نیت باندھ کر پڑھے۔

نماز چاشت

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے جو شخص پوری خلوص کے ساتھ چاشت کی نماز روزانہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک محل بنا دیں گے۔ حدیث میں اس نماز کی بہت فضیلت آئی ہے یہ نماز غربت و افلاس کو دور کرنے کا عجب نسخہ ہے۔ اس کی کم سے کم دو اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں۔ اس کا وقت سورج میں خوب تیزی آجانے کے بعد ہوتا ہے یعنی تقریباً دس سے گیارہ بجے تک۔

نماز تہجد

نماز تہجد سو کر اُٹھنے والی نماز کو کہتے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ رات کے قیام یعنی تہجد کو لازم کرلو اس لیے کہ یہ ان نیک لوگوں کا طریقہ ہے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں۔ سورۃ مزمل میں حضورﷺ کو یہ نماز پڑھنے کا حکم ملا۔ سورۃ بنی اسرائیل میں بھی اس کا ذکر ہے۔ یہ نماز پڑھنے سے بندہ اپنے رب کے بہت قریب ہو جاتا ہے۔ یہ نماز گناہوں سے روکنے والی اور گناہوں کو مٹانے والی ہے۔ اس کا وقت نصف شب گزرنے کے بعد سے صبح صادق کے طلوع ہونے تک رہتا ہے۔ تہجد کی نماز کی کل بارہ رکعت ہیں۔ تفسیر عزیزی میں لکھا ہے کہ اول رکعت میں بارہ مرتبہ دوسری میں گیارہ مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے اور اس طرح ہر رکعت میں کم کرتا جائے اور ایک قل ھواللہ پر نماز ختم کر دے۔

صلوٰۃ التسبیح

حدیث میں اس نماز کی بھی بڑی فضیلت آئی ہے۔ اس کے پڑھنے سے انسان کے اگلے پچھلے ، نئے پرانے ،صغیرہ کبیرہ ، ظاہر و پوشیدہ غرض تمام گناہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے معاف فرما دیتا ہے۔ یہ نماز آنحضرتﷺ نے اپنے چچا حضرت عباس کو سکھائی تھی اور فرمایا تھا کہ اگر ہو سکے تو روزانہ ورنہ ہر جمعہ کو اور ہر جمعہ کو نہ پڑھ سکو تو سال میں ایک دفعہ اور اگر یہ بھی نہ کر سکو تو عمر میں ایک دفعہ ضرور پڑھ لو۔ یہ نماز اوقات مکروہ کے علاوہ ہر وقت پڑھی جا سکتی ہے۔

طریقہ:

طریقہ اس کا یہ ہے کہ چار رکعت نفل صلوٰۃ التسبیح کی نیت کرے۔ اول

رکعت میں ثناء پڑھ کر پندرہ مرتبہ تسبیح : **سُبۡحَانَ اللّٰہِ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ وَاللّٰـہُ اَکۡبَرُ** ط پڑھے۔ چودہ مرتبہ یہ کلمات کہے جب پندھوریں دفعہ پڑھےتو ساتھ یہ الفاظ بھی ملا لے۔ **لَاحَوۡلَ وَلَا قُوَّۃَ اَلَّا بَاللّٰہِ الۡعَلِیِّ الۡعَظِیۡمِ** پھر رکوع میں دس مرتبہ پڑھے پھر سجدہ میں دس بار پڑھے۔ایک سجدہ سے اُٹھ کر پھر دس مرتبہ پڑھے پھر سجدے میں دس بار پھر جب سجدے سے اُٹھے تو دوسری رکعت میں جانے سے پہلے بیٹھ کر دس مرتبہ پڑھے۔ ان سب کی کل میزان پچھتر ہوئی۔ اس طرح ہر رکعت میں پچھتر دفعہ ہوگا اور چار رکعتوں میں کل تین سو کلمے ہو جائیں گے۔ خیال رہے کہ رکوع میں پہلے تسبیح **سُبحان ربی العظیم** کہےاور سجدہ میں بھی پہلے **سبحان ربی الاعلیٰ** تین بار پڑھے پھر یہ تسبیح دس بار پڑھے۔

ان کلمات کی تعداد کو زبان سے نہ گنےِ ورنہ نماز ٹوٹ جائے گی اور تسبیح ہاتھ میں لیکر گننا یا انگلیوں کو بند کر کے گننا مکروہ ہے۔لہٰذا بہتر یہ ہے کہ انگلیوں کو اپنی جگہ پر رکھتے ہوئے ہر کلمہ پر انہیں دبا دبا کر گنتا رہے۔

یہ نماز عمر میں ایک دفعہ ضرور پڑھنی چاہیے کیونکہ اس کے پڑھنے سے گناہ اگر سمندر کی جھاگ کے برابر بھی ہونگے تو بخش دیئے جائیں گے۔

نماز حاجت

جب کوئی حاجت پیش آئے تو اس کے لیے دو یا چار رکعتیں پڑھے۔ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ اور تین بار آیت الکرسی پڑھیں اور باقی تین رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور قل ھو اللہ احد اور قل اعوذ برب الناس اور قل اعوذ برب الفلق ایک ایک بار پڑھےتو یہ ایسی ہیں جیسے شب قدر میں چار رکعتیں پڑھیں۔ بزرگان دین فرماتے ہیں کہ ہم نے یہ نماز پڑھی اور ہماری حاجتیں پوری ہوئیں۔نماز کے بعد دعا مانگے اول آخر درود شریف پڑھے۔

قضائے حاجت کے لیے ایک مجرب نماز جو علمائے کرام ہمیشہ پڑھتے آئے ہیں صلوٰۃ اسرار یعنی نماز غوثیہ ہے۔ جو ملا علی قادری اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور دوسرے علمائے کرام حضور سیدنا غوث اعظم سے روایت کرتے ہیں۔ اس نماز کی ترکیب یہ ہے کہ بعد نماز مغرب دو رکعت نماز نفل اس طرح پڑھے کے ہر رکعت میں بعد الحمد کے گیارہ گیارہ مرتبہ قل ھواللہ احد پڑھے۔ سلام کے بعد حق تعالیٰ کی حمد و ثناء کرے یعنی نبی کریم پر درود شریف پڑھے۔ گیارہ بار درود پڑھنے کے بعد گیارہ مرتبہ یہ کہے۔

يَا رَسُولَ اللّٰه يَا نَبِى اللّٰه اَغِثْنِى وَامْدُدْنِى قَضَاءِ حَاجَتِى يَا قَاضِىَ الحَاجَاتِ

پھر عراق کی جانب گیارہ قدم چلے ہر قدم پر یہ کہے

يَاغَوثَ الثَّقَلَيْنِ وَ يَا كَرِيْمَ الطَّرَفَيْنِ اَغِثْنِى وَامْدُدْنِى فِى قَضَاءِ حَاجَتِىْ يَا قَاضِىَ الحَاجَاتِ

پھر حضور سیدنا غوث الاعظم کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرے انشاء اللہ مراد کو پہنچے گا۔ امام ابو الحسن نور الدین اپنی شہرہ آفاق کتاب بہجتہ الاسرار شریف میں حضور سیدنا غوث اعظم سے راوی ہیں کہ حضور نبی کریم ارشاد فرماتے ہیں:

> جو کوئی سختی میں میری دوہائی دے اس کی سختی دور ہو جائے اور جو کوئی مشکل میں میرا نام لے کر سوال کرے اس کی مشکل حل ہو جائے اور کسی حاجت میں اللہ کی طرف مجھ سے توسل کرے اور مجھے وسیلہ بنا کر دعا کرے وہ حاجت پوری ہو۔

فضیلت روزہ

رمضان المبارک اُمت محمدیہ پر ایک خاص رحمت ہے پہلی اُمتوں پر بھی روزے فرض کیے گئے تھے مگر یہاں ایک خاص پابندی کے ساتھ ایک ماہ کے روزے اور زیادہ عبادت واجب کی گئی۔

رمضان شریف برکات کا مہینہ ہے اسی مبارک مہینے میں قرآن پاک کا نزول ہوا یعنی قرآن مجید لوح محفوظ سے آسمان پر اُتارا گیا پھر اسی مہینے میں حضور ہادی برحق ﷺ پر اس کا نزول شروع ہوا اس نزول کی یادگار اور شکریہ کے طور رمضان کے روزے رکھے جاتے ہیں۔ رمضان شریف میں ہر نیکی کا اجر وثواب کئی گنا ہے۔

صوم کے لفظی معنی رُکنا ہے۔ شرعی اصطلاح میں روزے سے مراد صبح صادق سے غروب آفتاب تک ارادۃً کھانے پینے اور نفسانی خواہشات سے رُکے رہنے کا نام ہے روزہ ۲ھ میں فرض ہوا۔ اس وقت سے لیکر آخر وقت تک حضور ﷺ نے نہ صرف روزے رکھے بلکہ نماز اور زکوٰۃ کی طرح روزے کو بھی ایک اجتماعی نظام کی صورت دی۔

روزہ کا مقصد قرآن حکیم نے لفظ تقویٰ سے تعبیر کیا ہے۔ شرعی اصطلاح میں تقویٰ سے مراد اپنے آپ کو گناہوں کی آلودگی سے بچانے اور اللہ کی صفات میں اپنے آپ کو رنگین کرنے کا نام ہے۔ روزہ چونکہ ایک باطنی کیفیت کا نام ہے۔ اس لیے روزے کی حالت میں انسان کے اندر خوف خدا اور ضبط نفس کا ملکہ بڑھتا ہے اور یہی تقویٰ ہے کہ اللہ کی ناراضگی کا ڈر انسان کو برائیوں سے دور رکھتا ہے۔ اسی لیے روزے کو حدیث شریف میں ڈھال سے تشبیہ دی گئی ہے کہ روزہ دار ہر قسم کی برائی اور بے ہودگی سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ دل لگا کر عبادت کرتا ہے اس لیے راہ ہدایت میں پختہ تر ہو جاتا ہے اور اس کے اعمال

میں خود بخود درستگی پیدا ہو جاتی ہے۔

اسی لیے صوفیائے کرام نے ماہ رمضان کو تنویر قلب کا مہینہ کہا۔ کیونکہ رمضان میں انسان کی روحانی کیفیت تیز ہو جاتی ہے۔ پھر اس پر مکاشفات الٰہیہ کا دروازہ کھلتا ہے۔ روزہ دار اللہ کی محبت اور قدرت کا کرشمہ دیکھتا ہے۔ اللہ کے پوشیدہ بھیدوں کو پاتا ہے۔ اسی لیے قرآن مجید نے روزہ رکھنے والوں کو سائح کہا۔ سائح کا مطلب ہے روحانی منازل طے کرنے کی سعی کرنے والا۔

روزے کی اہمیت قرآن وحدیث کی روشنی میں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

اے لوگوں جو ایمان لائے ہو تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں
جیسا کہ تم سے پہلی اُمتوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم متقی
اور پرہیزگار ہو جاؤ۔ (البقرہ 2-83)

جناب رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے:

ہر نیکی کا بدلہ دس سے سات سو گنا تک عطا فرماتا ہوں مگر
روزہ خالص میرے لیے ہے اور میں خود اس کی جزاء دونگا۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ:

صبر آدھا ایمان ہے اور روزہ آدھا صبر۔

اور فرمایا:

روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مُشک کی خوشبو
سے بہتر ہے۔ (مشکوٰۃ، ترمذی)

آپ نے فرمایا:

روزہ دار کا سونا عبادت ہے سانس لینا تسبیح اور دعا قبولیت و
اجابت کا باعث ہے۔ (بخاری شریف)

فرمایا:

> جب رمضان کا مہینہ آتا ہے جنت کے دروازے کھول
> دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے
> ہیں اور شیاطین کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے اور ایک
> آواز دینے والا صدا لگاتا ہے اے خیر کے چاہنے والے
> جلدی کر کہ یہی قبولیت ہے اور شر کے چاہنے والے اب تو
> رُک جا۔ (بخاری شریف)

حدیث قدسی ہے:

> جس نے ایمان اور احتساب کے ساتھ روزہ رکھا اور رمضان
> میں قیام کیا اس کے لیے یہ اجر ہے کہ سابقہ تمام گناہ بخش
> دیئے جائیں گے اور جس نے ایمان احتساب کے ساتھ لیلۃ
> القدر میں قیام کیا اس کے بھی پچھلے گناہ معاف کر دیئے
> جائیں گے۔ (بخاری شریف)

اور فرمایا:

> جس نے بغیر کسی بیماری یا عذر کے رمضان کا ایک روزہ بھی
> چھوڑا تو پھر وہ بالفرض ہمیشہ روزہ رکھے تب بھی ایک فرض
> روزے کے برابر نہ ہوگا۔

رمضان کا پہلا عشرہ رحمت، دوسرا مغفرت اور تیسرا دوزخ سے نجات کا باعث ہے۔ رمضان میں ایک رات ایسی ہے جو تمام راتوں سے افضل ہے اس ایک رات میں عبادت کرنا ہزار مہینے عبادت سے افضل ہے۔

روزے کی سب سے بڑی فضیلت و اہمیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی نسبت اپنی طرف فرمائی اور فرمایا:

> اگرچہ تمام عبادتیں اسی معبود حق کے لیے ہیں لیکن یہ تخصیص

ایسی ہے جیسے مساجد کے مقابلے میں کعبہ کی نسبت اللہ تعالیٰ
نے اپنی طرف کی۔

قرآن و حدیث میں فرضیت روزہ کے لیے تاکید کا جو انداز اختیار کیا گیا ہے اس سے روزے کی اہمیت اور دین میں اس کی اہم حیثیت پر روشنی پڑتی ہے اسلامی عبادات میں روزے کی اسقدر اہمیت دو وجوہات کی بنا پر ہے۔

ایک وجہ تو یہ ہے کہ دیگر تمام عبادات ظاہری ارکان پر مشتمل ہیں ظاہری ارکان کی ادائیگی پر ہر کوئی باخبر ہوسکتا ہے۔ لیکن روزے کا تعلق انسان کے باطن سے ہے کہ ماسوائے اللہ کے اور کوئی نہیں جانتا اور روزہ دار خفیہ طور پر بھی گناہ کرنے سے باز رہتا ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ روزہ رکھنے سے نفسانی ہیجان اور جسمانی جذبات دب جاتے ہیں۔ حضورﷺ نے فرمایا! شیطان انسان کے بدن میں اسطرح دوڑتا ہے جیسے رگوں میں خون تو اس کی راہ بھوک سے تنگ کرو، بھوک پیاس کی شدت سے نفس انسانی کمزور پڑ جاتا ہے اور نیکی کی طرف رغبت بڑھتی ہے۔ یہی روزے کا مقصد ہے۔

روزے کے مسائل

روزہ ہر عاقل بالغ اور تندرست پر فرض ہے۔ مریض تندرست ہونے پر اور مسافر سفر سے واپسی پر روزوں کی قضا کرے۔ خواتین جو ایام مخصوص میں روزے چھوڑیں بعد میں دوسرے رمضان کے آنے سے پہلے پہلے ان کی قضا پوری کرلیں۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے:

> جو کوئی اس مہینے کو پائے تو چاہیے کہ روزہ رکھے اور جو کوئی بیمار
> ہو یا حالت سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں روزوں کی گنتی کو
> پورا کرے۔ (البقرہ۔ 2 - 185)

بوڑھے مرد، عورتیں ، حاملہ عورتیں ،دودھ پلانے والی عورتیں، معذور اپاہج افراد، ہمیشہ بیمار رہنے والے مریض جن کی بیماری روزہ رکھنے سے بڑھ جائے مزدور طبقہ جوسخت مشقت سے روزی حاصل کریں ایسے افراد کے لیے اسلام نے آسانی کے طور پر ہر روزہ کے بدلے میں صرف ایک مسکین کو کھانا کھلانا بطور فدیہ مقرر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''اور جو روزہ رکھنے میں مشقت پائیں وہ ایک مسکین کا فدیہ دیں'' (البقرہ 2-184)

روزہ مندرجہ ذیل حالتوں میں نہیں ٹوٹتا:

☆ بھول چوک سے کچھ کھا پی لے۔
☆ بے اختیار قے آ جائے۔

قے ایسی شدید آئے کہ روزہ جاری رکھنے میں جان کی ہلاکت ہو تو روزہ چھوڑ دے اور دوسرے دنوں میں اس کی قضا کرے۔ جو شخص جان بوجھ کر روزہ توڑے اس کا کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے یا متواتر ساٹھ روزے رکھے۔

مندرجہ ذیل چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے:

☆ ٹوتھ پیسٹ یا منجن سے دانت مانجھنے سے۔
☆ سگریٹ یا حقہ پینے سے، دھونی لینے سے۔
☆ کان یا ناک میں دوا ڈالنے سے۔
☆ کلی کرتے وقت بے احتیاطی سے۔
☆ روزہ یاد ہونے کی صورت میں حلق سے پانی نیچے چلے جانے سے۔
☆ انجکشن لگوانے سے۔

حرام اور ممنوع چیزوں سے پرہیز

یوں تو اسلام نے ہر حالت میں حرام اور ممنوعہ چیزوں سے بچنے کی تعلیم دی ہے لیکن روزے کی حالت میں خاص طور پر ایسی چیزوں اور کاموں سے بچنے کی تاکید فرمائی گئی ہے۔حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:

> جب تو روزہ رکھے تو تیرے کان تیری آنکھیں تیری زبان تیرے ہاتھ اور تمام اعضاء ناپسندیدہ اور حرام باتوں سے رُکے رہیں۔

مزید فرمایا:

> اور جس کسی نے روزے کی حالت میں جھوٹ بولنا یا اس پر عمل کرنا ترک نہ کیا تو اللہ تعالیٰ کو کوئی غرض نہیں کہ وہ بھوکا پیاسا رہے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت بشر بن حارث سے منقول ہے:

> جس نے کسی کی غیبت کی اس کا روزہ ٹوٹ گیا۔

ایک روایت ہے:

> جس نے غیبت کی اس نے اپنے روزے کو پھاڑ دیا اسے چاہیے کہ استغفار کر کے روزے کی پھٹن کی مرمت کرے۔
> (قوت القلوب)

روزے کا مقصد صرف بھوک پیاس اُٹھانا نہیں بلکہ گناہوں اور نفسانی خواہشات سے پرہیز کرنا مراد ہے۔ جیسے نماز کا حکم دیا تو بتایا کہ اس کا مقصد فحاشی اور برائی سے بچنا ہے تو اس طرح روزے کا مقصد تقویٰ حاصل کرنا ہے۔ گویا روزے کے اصلی فوائد حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی کثرت کرے۔

مخلوق سے وابستگی اور دنیاوی مشاغل کم کرے تاکہ روزہ کامل طور پر پاکیزہ روزہ بن جائے۔ کسی سے جنگ وجدال نہ کرے، گالی گلوچ سے پرہیز کرے۔ اگر کوئی اُسے گالی دے یا مارے تو روزے کے احترام میں انتقام بھی نہ لے بلکہ اللہ کی خوشنودی اور رضا حاصل کرنے کے لیے صبر کرے۔

رمضان شریف میں سحر و افطار کی برکتیں

روزہ رکھنے کے لیے سحری کھانا سنت ہے بھوک نہ ہونے کی صورت میں دو تین لقمے کھانے پر بھی سحری کا ثواب مل جائے گا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

سحری کھالیا کرو سحری کھانے میں برکت ہے۔(بخاری شریف)

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ روزہ سحری کھا کر رکھو تاکہ دن آسانی سے کٹ جائے اور اللہ کی عبادت اور دوسرے کاموں میں کمزوری اور سُستی نہ آئے۔ سحری نہ کھانے کی وجہ سے جسمانی طور پر کمزوری اور سُستی رہے گی جس سے عبادت میں جی نہ لگے گا اور یہ بڑی بے برکتی کی بات ہوگی۔ جب سحری کا وقت ختم ہو جائے تو اچھی طرح کلی کرے تاکہ دانتوں سے خوراک کے ذرات نکل جائیں۔ پھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر یوں روزے کی نیت کرے۔

وَبِصَوْمِ غَدٍ نَّوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ ۝

اس طرح مستحب یہ ہے کہ جب سورج ڈوب جائے تو افطار میں جلدی کرے دیر سے روزہ کھولنا مکروہ ہے کسی بھی میٹھی چیز کھجور، نمک، پانی یا دودھ سے روزہ کھول سکتے ہیں جب روزہ کھولیں تو یہ دعا پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ لَكَ صُمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ
وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ ۝

روزہ کھولنے پر اپنی مغفرت، بخشش اور قبولیت روزہ کی دعا کریں، کیونکہ

افطاری پر جو دعا بھی کی جاتی ہے وہ منظور ہوتی ہے۔

روزے کے اجتماعی فوائد

رمضان المبارک انسانی ہمدردی کا پیغام لے کر آتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے رمضان کو ہمدردی کا مہینہ فرمایا۔ انسانی فطرت ہے کہ جب تک کسی چیز کا عملی طور پر احساس نہ ہو اس وقت تک اس چیز کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ اسلام نے امراء کو بھوک پیاس کا عملی طور پر احساس دلانے کے لیے روزہ رکھنے کی تعلیم دی تا کہ اُن کو غرباء کی بھوک اور تنگ دستی کا احساس ہو اور ان کے اندر مساکین کے لیے ہمدردی پیدا ہو۔ احادیث میں منقول ہے کہ:

حضور نبی کریم ﷺ رمضان شریف کے مہینے میں تلاوت قرآن مجید، ذکر الٰہی اور صدقات و خیرات کی کثرت کرتے، جب بھی رمضان کا مہینہ آتا آپ ﷺ تمام قیدیوں کو رہا کر دیتے اور ہر سائل کی ضرورت کو پورا کرتے۔ حضور نبی کریم ﷺ سب سے زیادہ فیاض تھے لیکن رمضان المبارک میں حضور نبی کریم ﷺ کی فیاضی اور بڑھ جاتی۔

جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو تمام مسلمانوں کے اندر مساوات کی ہمہ گیر لہر دوڑ جاتی ہے۔ تمام مسلمان حکم خداوندی کے تحت پو پھٹنے سے لیکر غروب آفتاب تک کھانے پینے سے رُک جاتے ہیں اور ایک ہی حالت میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اگر اس شاندار اسلامی نظام کو دیکھنا ہو تو اسلامی ممالک کے علاوہ انگلستان، جرمنی، امریکہ اور آسٹریلیا جیسے دور دراز ملکوں میں جایئے۔ جہاں جہاں مسلمان موجود ہوں گے پورے اہتمام کے ساتھ سحری کے وقت بیدار ہونگے سحری کھائیں گے شام کو افطاری کریں گے ان کو سوائے اللہ کے کسی کا ڈر نہ ہوگا۔

گویا رمضان شریف دنیا کے تمام مسلمانوں کو اتحاد و یگانگت اور مساوات کی لڑی میں منسلک کر دیتا ہے۔

لیلۃ القدر کی فضیلت

لیلۃ القدر ایک مبارک رات ہے جو رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں ہوتی ہے۔ اس ایک رات کی عبادت ہزار مہینے سے افضل ہے اسی لیے شب قدر کو بہت فضیلت والی رات کہا گیا کہ اس رات میں قرآن حکیم کو لوح محفوظ سے اُتار کر آسمان پر لایا گیا۔ لہٰذا شب قدر میں زیادہ سے زیادہ نوافل اور ذکر الٰہی کرنا چاہیے۔ طریقہ نوافل شب قدر حسب ذیل ہے۔

☆ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص شب قدر میں دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد سات مرتبہ قل ھو اللہ پڑھے۔ نماز مکمل کر کے ستر مرتبہ یہ پڑھنے **اَسْتَغْفِرُاللّٰهِ الْعَظِیْمَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَا لْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ** ابھی مصلّے سے اٹھنے نہ پائے گا کہ اللہ تعالیٰ اس کے اور اس کے والدین کے گناہوں کی مغفرت فرما دیگا اور فرشتوں کو حکم ہوگا کہ اس کے لیے جنت میں میووں کے درخت لگاتے رہیں، محل تعمیر کرتے رہیں، نہریں بناتے رہیں اور یہ پڑھنے والا ان کو جب تک اپنی آنکھ سے خواب میں دیکھ نہ لے گا اس وقت تک اس کو موت نہ آئے گی۔

☆ جو شخص چار رکعت اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں بعد الحمد شریف ایک بار **اَلْهٰکُمُ التَّکَاثُر** اور قل ھو اللہ شریف تین بار پڑھے، اس پڑھنے والے پر موت کی سختی آسان ہوگی، عذاب قبر اٹھ جائے گا۔ اس کو جنت میں چار ستون ملیں گے جن کے ہر ستون پر ہزار محل ہوں گے۔

☆ حضرت علیؓ فرماتے ہیں جو شب قدر میں بعد نماز عشاء سات مرتبہ سورۃ القدر پڑھے، اسے ہر مصیبت سے نجات ملے اور ہزار فرشتے اس کے لیے جنت کی دعا کریں گے۔

شب قدر کی دعا:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ کَرِیْمٌ تُحِبُّ الْعَفُوَفَاعْفُ عَنِّیْ
یَا غَفُوْرُ یَا غَفُوْرُ یَا غَفُوْرُ۔

شبِ عید الفطر

رمضان المبارک کی آخری رات کو شبِ عید کہا جاتا ہے یہ رات بڑی فضیلت والی رات ہے۔ لہٰذا اس شب کو عبادت الٰہی میں مصروف رہنا چاہیئے۔ اس رات کی فضیلت میں مندرجہ ذیل احادیث آئی ہیں۔ حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریمﷺ نے فرمایا:

> جو عیدین کی راتوں میں شب بیداری کر کے قیام کرے اس کا دل نہیں مرے گا جس دن کہ سب کے دل مردہ ہو جائیں گے۔

حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے فرمایا حضور نبی کریمﷺ نے:

> جو پانچ راتوں میں شب بیداری کر کے اللہ کی عبادت کرے اس کے لیے جنت واجب ہے یعنی ذی الحجہ کی آٹھویں، نویں اور دسویں راتیں عید الفطر کی رات، پندرہ شعبان یعنی شب برات۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریمﷺ نے فرمایا:

> کہ رمضان شریف کی آخری رات میں اس اُمت کی مغفرت ہوتی ہے صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہﷺ وہ شب قدر ہے فرمایا نہیں وہ رات شب عید ہے کہ اس رات کام کرنے والے کو اس کے کام کی پوری مزدوری دی جاتی ہے۔

چنانچہ اس رات زیادہ سے زیادہ عبادت استغفار اور نوافل پڑھنے چاہئیں تاکہ رمضان المبارک کے روزے اور عبادت بارگاہ رب العزت میں قبول ہو جائے۔

نفل روزوں کا بیان

عید کے چھ روزے

شوال میں عید کے فوراً بعد چھ روزے ہوتے ہیں۔ احادیث میں ان روزوں کی بڑی فضیلت آئی ہے۔فرمایا حضور نبی کریمﷺ نے:

جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر اس کے بعد چھ روزے
شوال میں رکھے تو وہ ایسا ہے جیسے سال بھر روزہ دار رہا۔

حدیث قدسی ہے:

جس نے عید الفطر کے بعد چھ روزے رکھ لیے گویا اس نے
پورے سال کا روزہ رکھا اور جو شخص ایک نیکی کرے گا اللہ
تعالیٰ اس کے بدلے دس نیکیوں کا اجر عطا فرمائیں گے۔
جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر اس کے بعد چھ
روزے عید کے رکھے تو گناہوں سے ایسا نکل جائے گا گویا
آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔

شوال کے چھ روزے رکھنے کا ایک فائدہ تو یہ ہے کہ سال بھر کے روزوں کا ثواب آدمی کو ذرا سی مشقت سے ہاتھ آتا ہے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ رمضان شریف کے روزوں میں جو کوتاہیاں ہوئیں اور ان کے نتیجے میں جو ثواب کا نقصان ہوا وہ انشاءاللہ یہ روزے رکھنے سے پورا کر دیا جائے گا۔

عاشورہ محرم الحرام کا روزہ

ماہ محرم الحرام اسلامی سال کی ابتداء ہے یہ مہینہ عبرت ،نصیحت ،معرفت قربانی ،ایثار ،صبر و رضا کا درس دیتا ہے ۔ یوم عاشورہ اپنی خصوصیت میں بہت ممتاز ہے اور احادیث میں اس کی بڑی فضیلت بیان ہوئی ہے یہ وہ دن ہے کہ

جس میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کی ایک جماعت کو عزت و کرامت سے نوازہ۔
یہی وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے:

- ☆ حضرت آدم وحوا علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔
- ☆ حضرت آدم علیہ السلام کو تمام مخلوقات پر برگزیدہ کیا۔
- ☆ حضرت داؤد علیہ السلام کی لغزش کو معاف فرمایا۔
- ☆ حضرت ایوب علیہ السلام سے بلا کو رفع فرمایا۔
- ☆ حضرت ادریس علیہ السلام کو آسمان پر اُٹھایا۔
- ☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور پھر زندہ آسمان پر اُٹھالیا۔
- ☆ حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے نجات دلائی۔
- ☆ حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام کو باہم ملا دیا۔
- ☆ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا اور ان پر آتش نمرود کو گلزار کر دیا
- ☆ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کو کوہِ جودی پر ٹھہرایا۔
- ☆ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو فرعون کے ظلم سے بچالیا۔
- ☆ نواسۂ رسول ﷺ حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کو شہادت عظیم کا رُتبہ عطا فرمایا اور حق کی خاطر دی گئی اس قربانی کی یاد کو رہتی دنیا تک ثبات عطا کر دیا۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہاں کے یہود کو روزہ دار پایا۔ سرکار دو عالم ﷺ نے دریافت فرمایا یہ کیا دن ہے کہ تم اس دن روزہ رکھتے ہو عرض کی یہ عظمت والا دن ہے کہ اس میں موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو اللہ تعالیٰ نے نجات بخشی اور فرعون اور اس کی قوم کو ڈبو کر غرق کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے بطور شکرانے کے اس دن روزہ رکھا تو ہم بھی اس دن روزہ رکھتے ہیں۔

سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ موسیٰ علیہ السلام کی موافقت کرنے میں

بہ نسبت تمہارے ہم زیادہ حقدار اور قریب ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے خود بھی اس دن روزہ رکھا اور اس کا حکم بھی فرمایا اور بشارت دی جو اس دن روزہ رکھے اس کے گزشتہ سال کے گناہوں کی مغفرت ہو جائے گی۔

اس دن صدقات خیرات کا بڑا درجہ ہے صوفیاء کرامؒ کا ارشاد گرامی ہے۔

☆ جو عاشورہ محرم کے دن کسی ایک فقیر اور حاجت مند پر صدقہ کرے تو گویا اس نے تمام فقراء اور حاجت مندوں کی حاجت روائی کی۔

☆ جو اس دن کسی مسافر کو سیدھے رستے پر ڈال دے اللہ رب العزت اس کے دل کو نور ایمان سے منور فرما دیں گے۔

☆ جو اس دن کسی مسکین کی عزت افزائی کرے اسے اللہ تعالیٰ قبر میں کرامت بخشیں گے اور عذاب قبر سے محفوظ رکھیں گے۔

حدیث قُدسی ہے فرمایا حضور ﷺ نے:

جو عاشورہ محرم کو اپنے اہل و عیال پر فراخی سے خرچ کرے گا اللہ تعالیٰ سال بھر کے لیے اس کے رزق کو کشادہ کر دیں گے۔

حضرت سفیان بن عیینہؒ فرماتے ہیں:

ہم نے پچاس بار اس بات کا تجربہ کیا اور ہر سال رزق میں فراخی پائی۔

جو اس دن کسی یتیم کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرے اللہ تعالیٰ ہر بال کے عوض جنت میں اس کا درجہ بلند فرمائے گا۔

الغرض عاشورہ محرم کا دن وہ با برکت دن ہے کہ جسکی فضیلت سے کتابیں بھری پڑی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس مہینے کا احترام بجا لانے کی توفیق بخشے۔ آمین

ذی الحجہ کے روزے کی فضیلت

حدیث شریف میں ذی الحجہ کے پہلے عشرے کی بڑی فضیلت آئی ہے کہ

ان دس دنوں سے زیادہ کسی دن کے اعمال صالحہ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں مقبول نہیں۔ ان کے ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزوں اور ہر شب کا قیام شب قدر کے برابر ہے۔ خصوصاً یوم عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ کا روزہ کہ یہ سال میں سب سے افضل دن ہے۔ اس کا روزہ صحیح حدیث کی رو سے ہزاروں روزوں کے برابر ہے اور دو سال کامل کے گناہوں کی معافی ہے ایک سال گزشتہ ایک سال آئندہ۔

ماہ رجب کے روزے کی فضیلت

رجب المرجب اللہ کا مہینہ ہے۔ اسی مہینے کی ستائیس تاریخ کو حضور نبی کریم ﷺ کو معراج ہوئی۔ اس رات کی فضیلت کے متعلق حضرت ابو ہریرہؓ نے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

> جس نے ستائیس رجب کا روضہ رکھا اس کو ساٹھ مہینوں کے روزوں کا ثواب ملے گا۔

اسی دن جبرائیلؑ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں وحی لے کر نازل ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

> ماہ رجب میں ایک رات اور ایک دن ایسا ہے کہ اگر اس دن کا روزہ رکھے اور اس رات کو عبادت کرے تو اس کو ایک سو برس روزے رکھنے والے اور سو سال کی راتوں میں عبادت کرنے والے کے برابر اجر ملے گا۔ یہ رات وہ رات ہے کہ جس کے بعد رجب کی تین راتیں رہ جاتی ہیں یعنی ستائیسویں شب۔

ماہ شعبان کے روزے کی فضیلت

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

> ''رجب اللہ کا اور شعبان میرا مہینہ ہے۔''

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں:

حضورﷺ کو میں نے اس مہینے سے زیادہ کسی مہینے میں روزے رکھتے نہیں دیکھا۔

خصوصاً جب شعبان کی پندرھویں تاریخ آ جائے تو اس رات جو قیام کرے اور دن کو روزہ رکھے اللہ تعالیٰ اس کی بخشش و مغفرت فرما دیں گے۔

شعبان المعظم کی پندھوریں رات کو شب برات کہا جاتا ہے۔ برات کا مطلب ہے نجات کی رات۔ اس رات کی فضیلت یہ ہے کہ اس رات اللہ رب العزت اپنے بندوں کو اپنی خصوصی رحمت سے نوازتا ہے۔ اس رات ہر امر کا فیصلہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ مخلوق میں رزق تقسیم فرماتا ہے۔ پورے سال میں اُن سے سر زد ہونے والے اعمال اور پیش آنے والے واقعات سے اپنے فرشتوں کو باخبر کرتا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہﷺ نے فرمایا:

اُٹھو شعبان مہینہ کی پندرھویں رات کو اس لیے کہ بالقین یہ رات مبارک ہے اللہ تعالیٰ اس رات کو فرماتا ہے'' ہے کوئی ایسا جو بخشش چاہتا ہو تاکہ میں اسکو آسودہ کروں'' چنانچہ صبح تک یہی ارشاد ہوتا رہتا ہے۔

زکوٰۃ وصدقات کا بیان

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو زمین پر اپنا خلیفہ بنایا اور اس کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ کی اَن گنت صفات میں سے ایک صفت ربوبیت ہے جو انسان سے تقاضا کرتی ہے کہ وہ اپنی استطاعت کے مطابق صفت ربوبیت کا اظہار کرے۔ اسلام میں یہ اظہار زکوٰۃ، خیرات ،صدقات کی صورت میں بیان ہوا ہے۔ ایک بندہ مومن جب زکوٰۃ دیتا ہے تو دراصل وہ اللہ کی صفت ربوبیت کا اظہار کرتا ہے۔ زکوٰۃ اسلام کا تیسرا بنیادی رکن ہے اور یہ ۲ھ میں فرض ہوا۔

قرآن حکیم میں بیسیوں جگہ نماز کے ساتھ زکوٰۃ ادا کرنے کا ذکر آیا ہے۔ جس طرح نماز انسان کو خلق خدا سے شفقت اور ہمدردی کا سبق دیتی ہے زکوٰۃ اس کا عملی اظہار ہے۔ اگر ایک شخص نماز ادا کرتا ہے لیکن مخلوق خداوندی کے لیے کچھ خرچ نہیں کرتا تو گویا وہ نمازی نماز کی حقیقت سے بالکل غافل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں قرآن مجید میں نماز کا ذکر آیا ہے وہیں ساتھ زکوٰۃ ادا کرنے کا بھی حکم آیا ہے۔

زکوٰۃ کا لفظ زکا سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں پھلنا پھولنا، زیادہ ہونا، پاک ہونا شرعی اصطلاح میں زکوٰۃ سے مراد وہ مال ہے جو بطور نصاب امراء سے لیا جائے گا اور غریبوں، محتاجوں اور حاجت مندوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ زکوٰۃ مال کو طیب اور دل کو گناہوں کے زنگ سے پاک کرتی ہے۔ قرآن مجید میں لفظ زکوٰۃ کے علاوہ دو لفظ اور بھی اسی معنی میں استعمال ہوئے ہیں۔

صدقہ اور انفاق فی سبیل اللہ

صدقہ کا لفظ صدق سے مشتق ہے جس کے معنی سچائی اور خلوص کے ہیں۔ زکوٰۃ کو صدقہ اس لیے بھی کہا جاتا ہے کہ زکوٰۃ دینے والے کے دل میں خلوص اور سچائی کی چمک پیدا ہو جاتی ہے جس سے اس کا باطن روشن ہوتا ہے۔ انفاق فی سبیل اللہ کے الفاظ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ غرباء، مساکین اور محتاجوں کو دینا گویا اللہ کو دینا ہے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنا بہترین عمل ہے۔ عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ زکوٰۃ ادا کر دی تو حق ادا ہو گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی حق ہے''

چنانچہ حضور ﷺ کے اس فرمان کی روشنی میں ہم پہلے صدقات اور انفاق فی سبیل اللہ پر بحث کریں گے پھر زکوٰۃ اور زکوٰۃ کے مسائل و مصارف کو بیان کریں گے۔

صدقات اور انفاق فی سبیل اللہ قرآن وحدیث کی روشنی میں

اسلام ایک مکمل فلاحی معاشرے کا نظریہ پیش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بار بار اس بات کی تاکید فرمائی ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ اس میں انسان کا اپنا ہی فائدہ ہے قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

☆ جو لوگ اللہ کی راہ میں (یعنی کار خیر) میں خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک دانہ بویا ہو جس میں سات بالیں نکلیں اور ہر بالی میں سو دانے (یعنی ایک دانہ سے سات سو دانے مل گئے) اللہ جل شانہٗ جس کو چاہتے ہیں زیادہ عطا فرما دیتے ہیں اللہ بہت کشادہ دست اور با خبر ہے۔ (سورۃ البقرہ آیت ۲۶۱)

☆ اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں تھوڑا یا بہت اور اللہ کی راہ میں جو بھی وادی طے کرتے ہیں سب ان کے اعمال میں لکھا جاتا ہے تاکہ اللہ ان کے اچھے کاموں کا انھیں صلہ دے۔ (سورۃ توبہ آیت ۱۲۱)

☆ تمہارے لیے مناسب یہی کہ جو بھی خرچ کرو اللہ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لیے خرچ کرو اور جو اچھی چیز بھی اللہ کی راہ میں دو اس میں تمہارے ہی لیے بھلائی ہے اور جو کچھ تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے اس کا تمہیں پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور تم پر ہرگز زیادتی نہیں کی جائے گی۔ (سورۃ البقرہ آیت ۲۷۲)

☆ اگر خیرات علانیہ دو تو وہ کیا ہی اچھی بات ہے اور اگر چھپا کر فقیروں کو دو تو تمہارے لیے سب سے بہتر ہے اس میں تمہارے کچھ گناہ مٹیں گے اور اللہ کو تمہارے کاموں کی (خواہ ظاہر ہوں یا خفیہ) خبر ہے۔ **(سورۃ البقرہ آیت ۲۷۱)**

☆ جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں دن کو اور رات کو چھپ کر اور ظاہراً ان کے لیے ان کے رب کے پاس اجر ہے اور نہ ان پر کسی

قسم کا خوف ہے اور نہ انھیں غم ہوگا۔

اللہ کی راہ میں بہترین چیز دو

اے ایمان والو! اپنی پاک کمائی میں سے کچھ دو اس میں سے بھی دو جو ہم نے تمہارے لیے زمین سے نکالا اور ناقص مال اللہ کے لیے نہ دو ایسا مال جو اگر خود تمہیں دیا جاتا تو تم قبول نہ کرتے سوائے اس کے کہ چشم پوشی کرنے کے لیے اور جان لو کہ اللہ بے نیاز ہے اور صفات والا ہے۔

☆ تم نیکی کو نہیں پہنچ سکتے جب تک اپنی محبوب چیزیں اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو۔

کس طرح اور کن پر خرچ کیا جائے

تم سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں۔ آپ ﷺ کہہ دیجئے جو کچھ مال نیکی کی راہ میں خرچ کرو تو وہ ماں باپ اور قریب کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور راہ گیر کے لیے ہے اور جو کچھ بھلائی بھی تم کرو بے شک اللہ اسے جانتا ہے۔

کتنا خرچ کریں

قرآن حکیم میں ارشاد ہے: پوچھتے ہیں ہم راہ خدا میں کیا خرچ کریں؟ کہیے جو کچھ تمہاری ضرورت سے زیادہ ہو اسی طرح اللہ تمہارے لیے صاف احکام بیان فرماتا ہے شائد کہ تم دنیا و آخرت کی فکر کرو۔

بُخل سے بچو

بخل کے بارے میں قرآن حکیم ارشاد ہے:

☆ اور جو بخل کرے وہ اپنی ہی جان پر بخل کرتا ہے اور اللہ بے نیاز ہے اور تم سب محتاج۔ اور اگر تم منہ پھیر لو تو وہ تمہاری جگہ اور لوگ بدل لے گا اور وہ

تم جیسے نہ ہوں گے۔

قرآن کریم کا ارشاد ہے:

☆ اوران میں سے کچھ وہ ہیں جنھوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر ہمیں اپنے فضل سے دے گا تو ہم ضرور خیرات کریں گے اور ضرور ہم بھلے آدمی بن کر رہیں گے تو جب اللہ نے انھیں اپنے فضل سے دیا تو اس میں بخل کرنے لگے اور منہ پھیر کر پلٹ گئے اس بدعہدی پر۔ اللہ نے ان کے دلوں میں قیامت تک کے لیے نفاق رکھ دیا اس لیے کہ انھوں نے اللہ سے وعدہ خلافی کی اور اس لیے کہ جھوٹ بولتے تھے۔ (سورۃ توبہ آیات ۷۵ تا ۷۷)

کنجوس یہ گمان نہ کریں کہ ان کو اللہ تعالیٰ جو مال و دولت دیتا ہے اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرنے میں ان کی بھلائی ہے قرآن حکیم کا ارشاد ہے:

"اور جو بخل کرتے ہیں اس مال میں جو اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنے فضل سے دیا وہ ہرگز اسے اپنے لیے اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لیے برا ہے۔ عنقریب وہ جس میں بخل کیا تھا قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق ہوگا اور اللہ ہی وارث ہے آسمانوں اور زمینوں کا اور اللہ تمہارے کاموں کی خبر رکھتا ہے"

بخل انفرادی اور اجتماعی ہلاکت کا موجب ہوتا ہے۔ بخیل افراد اور بخیل قومیں تباہی کے گڑھے میں گر کر تباہ ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو اور بھلائی کرنے والے ہو جاؤ بے شک بھلائی کرنے والے اللہ کے محبوب ہیں۔"

قرآن مجید نے منافقین کی ایک علامت بیان کی ہے کہ وہ انفاق فی سبیل اللہ کو تاوان سمجھتے ہیں اور حتی الامکان بخل سے کام لیتے ہیں۔

مساکین پر احسان جتانے کی ممانعت

قرآن پاک میں خیرات دینے کے بعد احسان جتلانے اور ایذا رسانی سے منع فرمایا گیا ہے۔قرآن حکیم کا ارشاد ہے:

''اے ایمان والو! تم احسان جتا کر یا ایذا دے کر اپنی
خیرات کو برباد نہ کرو اُس شخص کی طرح جو اپنا مال محض
دکھاوے کے لیے خرچ کرتا ہے اور اللہ اور قیامت پر یقین
نہیں رکھتا۔'' (البقرہ 268)

اپنی نمائش کے لیے خرچ نہ کرو

ارشاد خداوندی ہے:

''اور وہ لوگ (اللہ کو ناپسند ہیں) جو اپنے مالوں کو لوگوں کے
دکھاوے کے لیے خرچ کرتے ہیں درحقیقت یہ اللہ تعالیٰ پر
اور آخرت پر یقین نہیں رکھتے اور شیطان جس کا رفیق ہو
اسے بہت بُری رفاقت ملی۔'' (سورۃ النساء 38)

انفاق فی سبیل اللہ احادیث کی روشنی میں

سرور دو عالمﷺ نے خیرات ، صدقات اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی بہت زیادہ تاکید فرمائی ہے۔سرکار دو عالمﷺ کا ارشاد ہے:

''جس بستی میں کسی شخص نے اس حال میں صبح کی کہ وہ
رات بھر بھوکا رہا۔ اس بستی سے اللہ کی حفاظت ونگرانی کا
وعدہ ختم ہوگیا۔'' (مسند امام احمد)

آنحضورﷺ نے فرمایا:

''خدا کی قسم وہ مومن نہیں، خدا کی قسم وہ مومن نہیں، خدا کی قسم وہ مومن نہیں جو ایسی حالت میں پیٹ بھرے کہ اس کا ہمسایہ بھوکا ہو۔''

آنحضرتﷺ کی اس حدیث مبارکہ میں ہمسایہ ہونے میں مسلم غیر مسلم کا امتیاز نہیں۔ یہ ہے حضورﷺ کا خُلق عظیم اور ہمارے رحمتہ اللعالمین نبی کی مبارک تعلیم، جو انسانیت کے لیے فلاح کا ایک عظیم پیغام لے کر دنیا میں تشریف لائے۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا:

''ایک دینار ہے جسے تو نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا۔ ایک دینار ہے جسے تو نے گردن آزاد کرانے میں خرچ کیا اور ایک دینار ہے جسے تو نے مسکین پر صدقہ کیا اور ایک دینار ہے جسے تو نے اپنے اہل پر خرچ کیا ان میں سے بڑا ثواب اس دینار کا ہے جس کو اپنے اہل پر خرچ کیا۔'' (مُسلم)

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالمﷺ نے فرمایا:

''صدقہ کرنے میں جلدی کرو، بے شک بلائیں اس سے تجاوز نہیں کرتیں۔'' (مشکٰوۃ)

ایک اور حدیث پاک ہے:

''صدقہ اپنے اُوپر لازم کرو بے شک اللہ تعالیٰ صدقہ کی برکت سے ستّر دروازے بلاؤں کے بند فرماتا ہے ان کا معمولی اور آسان دروازہ جزام اور برص ہیں۔'' (کشف القمہ)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا کہ:

''سخی اللہ سے قریب ہے جنت سے قریب ہے لوگوں سے قریب ہے اور آگ سے دور ہے اور کنجوس (بخیل) اللہ

سے دور ہے جنت سے دور ہے لوگوں سے دور ہے اور
آ گ کے قریب ہے اور یقیناً سخی جاہل، کنجوس عابد سے
افضل ہے۔'' (ترمذی، مشکوٰۃ)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ
کس صدقہ کا زیادہ اجر ہے۔ فرمایا:

''اس کا کہ صحت کی حالت میں ہو مال کی تمنا ہو محتاجی کا ڈر ہو
اور تونگری کی آرزو ہو۔ یہ نہیں کہ چھوڑے رہے اور جب
جان گلے کو آ جائے تو کہے اتنا فلاں کو اور اتنا فلاں کو دینا اور
یہ تو فلاں کا ہو ہی چکا یعنی وارث کا۔'' (مُسلم)

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ:

''جو مسلمان کسی مسلمان کو کپڑا دے تو جب تک اس کا ایک
پیوند بھی اس شخص کے جسم پر رہے گا، پہنانے والا اللہ تعالیٰ کی
حفاظت میں رہے گا۔ (ترمذی)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ:

''صدقہ رب عزوجل کے غضب کو دور کرتا ہے اور بُری موت
سے بچاتا ہے۔'' (ترمذی)

عمرو بن عوفؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ:

''مسلمان کا صدقہ عمر میں زیادتی اور بُری موت کو دفع کرنے
کا سبب بنتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے تکبّر و تفاخر کو دور
فرماتا ہے۔'' (طبرانی)

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''جس نے حرام مال جمع کیا پھر اسے صدقہ کیا تو اس میں اس
کے لیے کچھ ثواب نہیں بلکہ گناہ ہے۔'' (حاکم)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا میرے پاس ایک دینار ہے۔ فرمایا! اسے اپنے اوپر خرچ کرو۔ عرض کیا میرے پاس ایک اور بھی ہے۔ فرمایا! اسے اپنے گھر والوں پر خرچ کرو۔ عرض کیا میرے پاس ایک اور بھی ہے۔ فرمایا! اسے اپنے خادم پر خرچ کرو۔ عرض کیا میرے پاس ایک اور بھی ہے فرمایا تم جانو (ابو داؤد۔ نسائی)

قرآن پاک نے معاشرے کے افراد میں تعلیم و ہدایت کے ذریعے رضا کارانہ انفاق فی سبیل اللہ کی ایک عام روح پھونک دینے پر ہی اکتفا نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کو ہدایت کی کہ آپ کم سے کم انفاق کی ایک حد مقرر کر کے ایک فریضہ کے طور پر اسلامی ریاست کی طرف سے اس کی تحصیل اور تقسیم کا انتظام کریں۔ انفاق فی سبیل اللہ کو اللہ تعالیٰ نے قرض حسنہ کی مثال دے کر واضح فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے ہی عطا کیے ہوئے مال سے انفاق فی سبیل اللہ کے لیے قرض حسنہ کی اصطلاح کا استعمال کر کے اس قرضہ کو کئی گنا لوٹانے کا وعدہ فرماتے ہیں:

''کون ہے جو اللہ کو قرض حسنہ دے تو اللہ اُسے کئی گنا بڑھا
دے اور اللہ ہی تنگی اور کشائش کرتا ہے اور تم کو اسی کی طرف
پلٹ کر جانا ہے۔'' (سورۃ البقرہ 245)

فرضیت زکوٰۃ

قرآن مجید میں نماز ادا کرنے کے ساتھ ساتھ زکوٰۃ ادا کرنے کا بھی حکم آیا ہے۔ جس میں یہ حکمت ہے کہ انسان اس وقت تک صحیح تربیت یافتہ نہیں کہلا سکتا جب تک وہ اللہ کے حضور جھکنے کے ساتھ ساتھ مخلوق الٰہی کی خدمت بجا نہیں لاتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

☆ نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو۔

☆ پس اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو وہ تمہارے دینی

بھائی ہیں۔ (سورۃ لقمان 14,13)

☆ جولوگ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ بلاشبہ وہ لوگ جو ایمان لائے نیک عمل کیے نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی ان کے لیے اللہ تعالیٰ کے پاس بڑا اجر ہے۔ (لقمان)

☆ یہ ہدایت ان متقیوں کے لیے ہے جو غیب پر ایمان لائے نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انھیں دیا اس میں سے خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں کامیاب ہوگئے وہ مومن جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ (سورۃ البقرہ 3,2)

اہمیت از روئے حدیث

حضرت جریر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر تین باتوں کی بیعت کی۔ نماز پڑھنا، زکوٰۃ دینا، ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنا۔

ایک دفعہ عبدالقیس آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلامی تعلیمات دریافت کرنے لگا تو آپ ﷺ نے سب سے پہلے نماز اور زکوٰۃ کا ذکر فرمایا۔

۹ھ میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو مبلغ اسلام بنا کر یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا پہلے ان کو توحید کی دعوت دینا۔ جب وہ جان لیں تو ان کو بتانا کہ پانچ وقت کی نمازیں ان پر فرض ہیں۔ جب وہ نماز پڑھنے لگیں تو انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے مال پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے دولت مندوں سے لی جائے گی اور ان کے غریبوں میں تقسیم کی جائے گی۔

زکوٰۃ ادا نہ کرنا عذاب الٰہی کا موجب ہے

اسلام میں صرف زکوٰۃ دینے ہی کا حکم نہیں بلکہ زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کے متعلق سخت عذاب کی خبر دی گئی ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

''وہ لوگ جو سونا اور چاندی جوڑ جوڑ کر رکھتے ہیں اور اسے
اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انھیں دردناک عذاب کی خبر
دے دو، جس دن وہ سونا چاندی جہنم کی آگ میں تپایا جائے
گا پھر اسی سے ان کی پیشانیاں پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی
یہ ہے جو تم نے اپنے لیے جوڑ رکھا تھا اب اس جوڑ رکھنے کا
مزہ چکھو۔'' (کیمیائے سعادت)

اور جس کے پاس مال مویشی ہوں اور وہ زکوٰۃ ادا نہ کرے تو ان کو قیامت کے دن ان پر مسلط کر دیا جائے گا تاکہ وہ اپنے سینگوں سے اپنے مالکوں کو ماریں اور پاؤں سے روندیں۔ جب تمام چوپائے گزر جائیں گے تو پھر آگے والے پلٹ کر انھیں روندنا شروع کر دیں گے اور جب تک سب کا حساب مکمل نہ ہو جائے یہ عمل اس طرح جاری رہے گا۔

حدیث میں یہ بھی منقول ہے (اُمراء) پر زکوٰۃ کا علم سیکھنا فرض ہے۔

زکوٰۃ کن اموال پر اور کتنی فرض ہے

زکوٰۃ ہر آزاد مسلمان پر فرض ہے بشرطیکہ:

☆ وہ مال نصاب کا مالک ہو اور اس مال پر پورا تصرف رکھتا ہو یعنی وہ اسے کام میں لانے پر قدرت رکھتا ہو۔
☆ اس مال پر پورا سال گزر جائے۔
☆ اس مال میں نمو یعنی بڑھنے کی صلاحیت ہو۔

زکوٰۃ سونا، چاندی، روپے خواہ سِکوں کی شکل میں ہوں یا نوٹ ہوں۔ مال تجارت اور زمین کی پیداوار پر یہ زکوٰۃ فرض ہے اور اُن جانوروں پر جو سال کا بیشتر حصہ چر کر اپنا پیٹ بھرتے ہیں۔ استعمال کی چیزیں یعنی رہائشی مکان، سبزی پھل جو اپنے استعمال میں آتے ہیں زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہیں۔ اسلام نے نہایت ہی

حکمت سے اُن اشیاء پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو کچھ عرصہ تک محفوظ رہ سکتی ہیں۔ جن میں ترقی ونشوونما کی صلاحیت نہ ہو ان پر زکوٰۃ فرض نہیں۔ جن اموال پر زکوٰۃ فرض کی گئی ہے ان میں ایسا نہیں ہے کہ ہر قلیل وکثیر پر زکوٰۃ فرض کر دی بلکہ ان کے لیے حضور نبی کریم ﷺ نے ایک خاص مقدار مقرر فرمائی جسکو اصطلاحاً نصاب کہا جاتا ہے۔ ہر چالیس روپے پر ایک روپیہ زکوٰۃ ہے۔ سونے کا نصاب ساڑھے سات تولے اور چاندی کا باون تولے چاندی۔ سونے میں وزن کا اعتبار ہے قیمت کا نہیں۔ بھیڑ بکریوں کے گلے پر جبکہ تعداد چالیس تک پہنچ جائے ایک بھیڑ یا بکری بطور زکوٰۃ ہوگی۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کے وقت نیت کرنی چاہیے اور اگر ادائیگی کے لیے وکیل مقرر کرنا ہو تو تقرر کے وقت نیت کر لیں کہ یا اللہ میں فرض زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے ایسا کر رہا ہوں دوسرے جب سال گزر جائے تو زکوٰۃ کی ادائیگی میں جلدی کرنی چاہیے۔ بلا عذر تاخیر جائز نہیں۔ اس طرح صدقہ فطر کی ادائیگی میں عید سے تاخیر نہ کرنی چاہیے بلکہ رمضان میں دے دیں تو بہتر ہے۔

مصارف زکوٰۃ

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے آٹھ طبقات کا ذکر کیا ہے جن کو زکوٰۃ دینا فرض ہے ارشاد ہوتا ہے:

> زکوٰۃ صرف فقراء کے لیے ہے مساکین اور صیغہ میں کام کرنے والوں اور ان لوگوں کے لیے جن کے دلوں کو اسلام کی طرف مائل کرنا ہو اور غلاموں کو آزاد کرانے اور مقروض اور اللہ کی راہ میں اور مسافر کے لیے۔ (سورۃ توبہ 9-6)
>
> یہ اللہ کی طرف سے ضروری ٹھہرایا گیا ہے اللہ خوب جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

حکم الٰہی کی روشنی میں زکوٰۃ لینے والوں میں سب سے پہلا طبقہ فقراء کا

ہے۔ فقیر وہ ہے جس کی ملکیت میں کوئی چیز نہ ہو اور نہ ہی وہ کوئی کمائی کر سکے۔ اگر کسی کے پاس ایک روز کا کھانا اور لباس موجود ہے تو وہ فقیر نہیں اور اگر نصف یوم کا کھانا اور ادھورا لباس ہے تو وہ شخص فقیر ہے۔ طالب علم جو کمائی کی شکل میں طلب علم سے محروم رہتا ہے تو وہ بھی فقراء کے زمرے میں آئے گا۔

دوسرا طبقہ مساکین کا ہے۔ جس شخص کا سالانہ خرچ آمدنی سے زیادہ ہو وہ مسکین ہے۔ اگر چہ اس کے پاس مکان و لباس موجود ہو۔ جب سال بھر کے ضروری اخراجات کے لیے اس کے پاس سرمایہ نہ ہو اور اس کی محدود آمدنی گھر کا بوجھ اُٹھانے کے قابل نہ ہو تو اسے اتنی مقدار میں دینا کہ سارا سال اطمینان سے گزر جائے۔ ایسے شخص کے پاس بستر گھریلو سامان کتابیں وغیرہ موجود ہوں تب بھی وہ مسکین ہے۔ ہاں ضروریات زندگی سے زیادہ سامان رکھتا ہو پھر نہیں۔

تیسرا طبقہ ان افراد کا ہے جو زکوٰۃ کی وصولی اور اس کی تقسیم کا کام سرانجام دیں۔ ان افراد کو زکوٰۃ کے مال میں سے اجرت دینا صحیح ہے۔

چوتھی قسم مولفتہ القلوب کی ہے یعنی وہ معزز اشخاص جو مسلمان ہو جائیں ان کی مزید رغبت کے لیے انھیں زکوٰۃ دی جائے۔

پانچویں قسم غلاموں کی ہے۔ اسلام کے علاوہ کوئی مذہب ایسا نہیں جس نے غلاموں کے لیے با ضابطہ طور پر بیت المال سے ایک حصہ مقرر کیا ہو۔ یہ آزادی تین طرح سے ہوسکتی ہے۔

☆ حکومت مالکوں سے غلام خرید کر آزاد کرے۔

☆ اسیران جنگ کا فدیہ دیا جائے۔

☆ ان غلاموں کی مدد کی جائے جو اپنے مالک کو رقم دے کر آزاد ہونا چاہتے ہیں۔

چھٹی قسم ان اشخاص کی ہے جو نیک مقاصد میں قرضدار ہیں۔ اس میں امیر و غریب کی کوئی قید نہیں۔ مقروض کا قرض اُتارنے کے لیے زکوٰۃ فنڈ سے خرچ کیا جا سکتا ہے۔

ساتویں قسم ان غازیوں کی ہے جن کا روزینہ بیت المال سے مقرر نہ ہو انھیں زکوٰۃ دی جائے۔

آٹھویں قسم مسافروں کی ہے زکوٰۃ فنڈ سے مسافروں کی امداد کا حکم ہے۔ راستے میں کوئی آفت پڑ جائے۔ مسافر بیمار ہو جائے یا اس کی رقم کھو جائے تو وہ بالکل تہی دست ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں وہ مالی امداد کا پوری طرح محتاج ہے اس کے علاوہ اپنے اہل یعنی ماں باپ، دادا دادی، بیٹا بیٹی، پوتا پوتی کو زکوٰۃ نہیں لگتی۔ ہاں دوسرے غریب رشتہ داروں کو دی جا سکتی ہے کہ انھیں زکوٰۃ دینے کا دوہرا ثواب ہے قرابت کا بھی اور زکوٰۃ کا بھی۔ البتہ حضورﷺ کی اولاد یعنی سادات کو زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی۔ آپﷺ نے سادات کو زکوٰۃ لینے سے منع فرمایا ہے۔ کیونکہ یہ گناہوں کا میلہے جو نفوس قدیمہ کے لیے مناسب نہیں۔

زکوٰۃ ادا کرنے میں کیا حکمت ہے

جس طرح نماز کی ایک حقیقت ایک روح ہے اسطرح زکوٰۃ کی بھی ایک حقیقت ایک روح ہے زکوٰۃ ادا کرنے میں تین راز مخفی ہیں۔

☆ پہلا یہ ہے کہ بندے کو اللہ تعالیٰ کی محبت کا حکم دیا گیا ہے۔ کوئی مسلمان ایسا نہیں جو اللہ سے اپنی محبت کا دعویٰ نہیں رکھتا بلکہ مسلمان تو اس امر پر معمور ہیں کہ وہ اللہ سے زیادہ کسی چیز کو عزیز نہ رکھیں۔ واضح رہے کہ مال و دولت بھی انسان کو بڑے محبوب ہیں۔ اس لیے مال کو اللہ تعالیٰ نے فتنہ قرار دیا کیونکہ بعض اوقات انسان اپنی محبوب چیز کے لیے احکام الٰہیہ کو پس پشت ڈال دیتا ہے۔ لہٰذا اللہ نے اموال پر زکوٰۃ فرض کر کے انسان کو آزمایا کہ اگر تم مجھ سے اپنی محبت میں سچے ہو تو اپنی محبوب چیز کو مجھ پر قربان کر دو تا کہ میری دوستی میں تجھے اپنی صداقت کا علم ہو جائے۔ جن لوگوں نے اس راز کو سمجھا اُن میں پہلا درجہ صدیقین کا ہے کہ جو کچھ ان کے پاس ہوتا ہے سب قربان کر دیتے ہیں۔ اس کی مثال

امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عمل سے مل سکتی ہے کہ جہاد کے موقع پر سب صحابہؓ اپنا اپنا مال لائے اور کچھ مال اپنے اہل و عیال کے لیے چھوڑ آئے۔ مگر جب صدیق اکبرؓ نے اپنا سارا مال حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تو سرکار دو عالم ﷺ نے پوچھا !اے ابوبکرؓ اپنے اہل کے لیے کیا چھوڑ آئے؟ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ فقط اللہ اور اُس کے رسول کا نام چھوڑ آیا ہوں۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ سے کسی نے زکوٰۃ کے متعلق پوچھا تو فرمایا:

''عام آدمیوں کے لیے چالیسواں حصہ زکوٰۃ واجب ہے مگر اہل محبت کے لیے سارا مال راہ خدا میں دینا واجب ہے۔''

☆ زکوٰۃ کی ادائیگی میں دوسرا راز بخل کی نجاست سے اپنے دل کو پاک کرنا ہے۔ انسانی قلوب کے لیے بخل نجاست کی مانند ہے۔ جس طرح ظاہری نجاست انسان کو نماز کی ادائیگی کے قابل نہیں چھوڑتی۔ اسی طرح دل کی نجاست انسان کو قربِ حق کے قابل نہیں چھوڑتی اور مال خرچ کیے بغیر آدمی کا دل بخل کی نجاست سے پاک نہیں ہوتا۔ اسی سبب سے زکوٰۃ بخل کی نجاست کو دل سے دور کرتی ہے اور قلبی طہارت کا سبب بنتی ہے اس پانی کی مانند جو ظاہری میل کو دور کرتا ہے۔

زکوٰۃ ادا کرنے کا تیسرا مقصد شکرانِ نعمت ہے۔ اس لیے کہ مال دنیا و آخرت میں مسلمانوں کے لیے راحت کا سبب ہے۔ تو جس طرح نماز، روزہ، حج نعمت بدن پر شکر کے طور پر ادا کیے جاتے ہیں۔ اس طرح زکوٰۃ مال کی نعمت کا شکریہ ہے تاکہ آدمی اپنے آپ کو بے پروا ثابت کر سکے۔ اور دوسرے مسلمان بھائیوں کو جو اس کی مانند ہیں درماندہ و عاجز دیکھ کر یہ کہے، یہ بھی تو میری طرح خدا کا بندہ ہے۔ اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اس نے مجھے اس سے مستغنی اور بے پروا کیا اور اسے میرا محتاج بنایا۔ مجھے اس کے ساتھ بہتر سلوک کرنا چاہیے ایسا نہ ہو کہ یہ آزمائش ہو اگر خاطر مدارت میں کوئی کوتاہی واقع ہوگئی تو مبادا اللہ مجھے اس جیسا اور اسے مجھ جیسا کر دے۔

ہر ایک پر لازم ہے کہ وہ زکوٰۃ کے ان اسرار کو سمجھے تا کہ اس کی یہ عبادت بے روح نہ رہ جائے اور جو یہ چاہتا ہے کہ اس کی عبادت بے روح نہ ہو اور زکوٰۃ ادا کرنے کا اجر و ثواب دوگنا ملے تو اُسے چاہیئے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی میں تاخیر نہ کرے۔اس کے بھی تین فائدے ہیں۔

ایک تو یہ کہ دل میں عبادت کا شوق پیدا ہوگا۔ کیونکہ جب ایک چیز فرض ہو جاتی ہے تو اس کی ادائیگی لازمی وضروری ہو جاتی ہے اور نہ ادا کرنے کی صورت میں عذاب کا ڈر ہوتا ہے،تو عذاب سے ڈر کر عبادت کرنا اہل محبت کا شیوہ نہیں۔ اگر بندہ مومن قبل از وقت زکوٰۃ ادا کر دے تو یہ اللہ سے محبت اور دوستی کی علامت ہوگی۔

دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ جلدی ادائیگی کی وجہ سے فقراء خوش ہونگے اور خلوص دل سے دعا کریں گے۔ کیونکہ انھیں اس موقع پر جو خوشی ہوگی وہ ناگہانی ہوگی اور محتاجوں فقیروں کی دعا اس کے حق میں بہت ساری آفتوں سے حصار بنے گی۔

تیسرا فائدہ یہ ہوگا کہ ایسا شخص دنیا کی آفات سے بے فکر ہو جائے گا کیونکہ تاخیر کرنے میں ہزار آفتیں پنہاں ہیں۔ممکن ہے کوئی امر مانع ہو جائے جس کی وجہ سے آدمی اس خیر و نیکی سے محروم رہ جائے۔ جب انسان کے دل میں خیر کی رغبت پیدا ہو تو اسے غنیمت سمجھنا چاہیے کیونکہ یہ صورت اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت سے ہوتی ہے۔ چنانچہ جب بھی کوئی نیکی کرنے کا خیال دل میں آئے تو فوراً اس پر عمل کرنا چاہیے مبادا کہ شیطان اس کام سے بہکا دے۔

روایت ہے کہ ایک بزرگ کو بیت الخلاء میں خیال آیا کہ اپنا پرہن کسی فقیر کو دے دوں فوراً مرید کو بلا کر لباس اسے دے دیا اور اسے اپنے ارادے سے آگاہ کر دیا۔مرید نے جب پوچھا کہ اُتنی دیر صبر ہی کر لیا ہوتا کہ بیت الخلاء سے باہر آ جاتے۔تو فرمایا تاخیر اس لیے نہیں کی کہ کوئی ایسا خیال نہ آ جائے جو مجھے اس کار خیر سے محروم کر دے۔

ادائیگی زکوٰۃ کے آداب

بہتر یہ ہے کہ قلبی مُسرت کے ساتھ زکوٰۃ ادا کرے اور اپنے اس عمل میں اللہ تعالیٰ کے لیے اخلاص رکھے۔ اسی کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ایسا کرے۔ دکھاوا اور تصنّع سے حتیٰ الامکان بچنے کی کوشش کرے اور اپنے صدقات وخیرات میں اللہ کے سوا کسی کا باخبر ہونا پسند نہ کرے۔ زکوٰۃ کی رغبت کو اللہ کی جانب سے حسن توفیق سمجھتے ہوئے یہ یقین رکھے کہ جس فقیر نے اس سے زکوٰۃ لی اُس نے اس پر نوازش کی۔ زکوٰۃ لینے والوں کو حقیر نہ سمجھے اور نہ ہی اپنے دل میں اُن کے لیے کوئی برا خیال لائے۔

جب کوئی مسکین آدمی صدقہ لے کر تجھے دعا دے۔ تو بھی بدلے میں ویسی ہی دعا کرتا کہ اُس کی دعا کی جزاء بن جائے اور تیرا صدقہ خالص رہے۔ ورنہ اس کی دعا تیرے احسان کی جزاء بن جائے گی۔ چنانچہ علماء کرام اس بات کا خاص خیال رکھتے اور یہی طریقہ تواضع کے قریب تر ہے۔ یہ بھی سمجھتے رہو کہ تم نے جو کچھ فقراء اور مساکین کو دیا اس پر تم دعا اور اجر کے مستحق نہیں ہو کیونکہ تم تو اللہ تعالیٰ کے احکام واجبیہ ادا کرنے پر مامور ہو۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت اُم سلمیٰؓ جب کسی فقیر کو کچھ عطا فرماتیں تو قاصد سے کہتیں فقیر جو دعا دے اسے یاد رکھنا۔ پھر بدلے میں فقیر کے لیے بھی اُنہی الفاظ میں دعا فرماتیں۔

تا کہ ہمارا صدقہ خالص رہے

حضرت عمر بن خطابؓ اور آپ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ کا بھی یہی عمل منقول ہے۔

اہل یقین عطا میں اللہ تعالیٰ کے دست قدرت کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ حمد کرتے ہیں اور متقین کی قدر کرتے ہیں کہ اللہ نے انھیں ہی ہماری

روزی کا ذریعہ بنایا چنانچہ روایت میں آتا ہے:

تمہیں جو کوئی اچھا ہدیہ بھیجے تو اسکو بدلہ دو۔ اگر اس کی قدرت نہیں رکھتے تو اس کے لیے دعا کر دو حتیٰ کہ تم سمجھو کہ تم نے اس کا بدلہ چکا دیا۔ عطا پر اللہ کا شکر ادا کرو اور اس بات پر یقین رکھو کہ سب نعمت من جانب اللہ ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور وہ تمام جہانوں کو پالنے والا ہے۔

چنانچہ حاصل بحث یہ ہے کہ زکوٰۃ دینے سے اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ جو تمام نیکیوں کی جڑ ہے اور انسانی زندگی کا منتہائے مقصود ہے۔

فضیلت حج

حج کے لفظی معنی قصد یا ارادہ کرنے کے ہیں۔ شرعی اصطلاح میں حج سے مراد پورے آداب و شرائط کے ساتھ بیت اللہ شریف کی زیارت کرنا ہے۔ حج اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک ہے اور یہ عمر میں صرف ایک بار فرض ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے اس طرح حج کیا کہ دوران حج ہر قسم کے گناہ اور ناشائشتہ اعمال و حرکات سے پرہیز کیا تو وہ سابقہ گناہوں سے ایسے پاک ہو جاتا ہے جیسے نومولود بچہ''

حدیث شریف ہے:

''سب سے بڑا گنہگار وہ ہے جو میدان عرفات میں وقوف کرے اور پھر یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے نہیں بخشا۔''

منقول ہے کہ:

بہت سارے گناہ ایسے ہیں کہ میدان عرفات میں کھڑا ہونے کے سوا ان کا کوئی کفارہ نہیں۔ (قوت القلوب)

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"عرفہ کے دن سے زیادہ کسی دن شیطان ذلیل و خوار نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ اس دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بے انتہا رحمت نازل فرماتا ہے اور بے انتہا کبیرہ گناہ معاف کر دیتا ہے۔ اور جو شخص حج کی نیت سے گھر سے رُخصت ہو اور راستے میں مر جائے اسے قیامت تک ہر سال ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب نصیب ہوتا ہے۔ اور جو کوئی کعبہ شریف یا مدینہ منورہ پہنچ کر مرے وہ قیامت کے دن حساب کتاب سے پاک ہوگا۔"

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

جب عرفہ کا دن ہوتا ہے جس میں حاجی لوگ عرفات میں ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ فرشتوں سے اُن لوگوں پر فخر کے ساتھ فرماتا ہے "کہ میرے بندوں کو دیکھو کہ میرے پاس دور دراز سے اس حالت میں آئے کہ پریشان حال ہیں اور غبار آلود بدن اور دھوپ میں چل رہے ہیں میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا۔"

عشق اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ محبّ اپنے محبوب کی رضا و خوشنودی کی خاطر اپنے جان و مال آرام و آسائش عزیز و اقارب گھر بار قربان کرنے کے لیے تیار ہیں۔ جتنا عشق کامل ہوگا اتنا ہی قربانی کا جذبہ اور ولولہ زیادہ ہوگا پھر جتنا محبوب کامل ہوگا اتنا ہی عشق کامل ہوگا۔

اللہ رب العزت نے اپنے بندے کے عشق کے عملی اظہار کے لیے چند ایک عبادات مقرر کر دی ہیں ان میں سے ایک حج بھی ہے۔ حج کے دنوں میں عشق الٰہی سے معمور فرمانبردار بندہ گھر بار عزیز و اقارب دوست سب کو الوداع کہتا ہے اپنے خون پسینے کی کمائی سے زاد راہ لیکر مکہ کی طرف روانہ ہوتا ہے جب میقات

پہنچتا ہے تو حکم خداوندی سے بعض حلال چیزوں کو اپنے اوپر حرام قرار دے کر دو چادریں پہن لیتا ہے اور **لبیك اللھم لبیك** کی صدائیں بلند کرنا شروع کر دیتا ہے۔ مکہ پہنچ کر والہانہ عشق میں بیت اللہ شریف کا طواف کرتا ہے کیونکہ یہی وہ جگہ ہے جہاں سچے عشق والوں کو دیدار الٰہی ہوا تھا۔ حجر اسود کو بوسہ دیتا ہے صفہ مروہ پہاڑیوں کے درمیان دوڑتا پھرتا ہے اور حضرت حاجرہ کی قربانی کی یاد دل میں تازہ کرتا ہے۔ منیٰ عرفات اور مزدلفہ کے میدان میں دیدار الٰہی کے لیے عبادت میں مشغول رہتا ہے۔

حج ایک ایسی عبادت ہے جو دیگر تمام عبادتوں کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ حج نماز بھی ہے کیونکہ نماز کی روح یادالٰہی ہے۔ حج میں ایک بندہ مسلسل ذکر الٰہی میں مصروف رہتا ہے۔ زکوٰۃ کی روح کو بھی اپنے اندر لیے ہوئے ہے کیونکہ حاجی قربانی کا گوشت غربا میں تقسیم کرتے ہیں اور رضائے الٰہی حاصل کرنے کے لیے اپنی دولت خرچ کرتے ہیں۔ حج روزہ بھی ہے۔ روزہ کی حالت میں انسان پر نہ صرف دن کے وقت مجامعت حرام ہے بلکہ دوران حج راتوں کو بھی ممنوع ہے۔ جس طرح رمضان میں نفسانی خواہشات پر ضبط کرنے کی مشق ہوتی ہے اسی طرح ایام حج میں بھی ضبط نفس کی ریاضت ہوتی ہے۔ حج جہاد کی علامتی مشق بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سب عورتوں نے جب جہاد کی اجازت حضورﷺ سے مانگی تو حضورﷺ نے فرمایا ''تمہارا جہاد یہ ہے کہ تم حج کرو۔''

حج اسلامی مساوات کا عملی سبق ہے۔ تمام دنیا کے مسلمان ایک لباس میں مکہ معظّمہ جمع ہوتے ہیں۔ گورے کالے اور غریب و امیر کی تخصیص ختم ہو جاتی ہے ہر طبقے کے لوگ یعنی شاہ و گدا بغیر کسی امتیاز کے مناسک حج ادا کرتے نظر آتے ہیں۔ حج ہی کے موقع پر رسول اللہﷺ نے اخوت و مساوات کا مشہور خطبہ دیا تھا کہ ''کسی عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ماسوائے تقویٰ کے۔''

فرضیت حج کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے ارشادات

حج کی فرضیت کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

بلاشبہ سب سے پہلا گھر جو لوگوں کے لیے بنایا گیا جو مکہ میں ہے بڑا بابرکت ہے اور سب جہانوں کے لیے ہدایت کا مرکز ہے۔ اس میں کھلی نشانیاں ہیں اور ان میں سے ایک نشانی مقام ابراہیمؑ ہے اور جو داخل ہوا اس میں وہ امن پا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر اس گھر کا حج فرض کر دیا ہے جو وہاں پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہیں اور جو کوئی اس کا انکار کرے تو بیشک اللہ تمام جہانوں سے بے نیاز ہے۔ (آل عمران 3-97)

قرآن مجید نے بیت اللہ کو لوگوں کے لیے مرکز قرار دیا جیسا کہ ارشاد ہوا:

''اور ہم نے بیت اللہ کو لوگوں کے لیے مرکز بنایا ہے۔''

اسی طرح مکہ کو اُم القریٰ یعنی تمام بستیوں کی ماں کہا گیا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے کہ اس آیت کریمہ کا معنیٰ یہ ہے کہ:

''جو شخص حج کی فرضیت کا منکر ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے اور باوجود قدرت رکھنے اور وسعت کے حج نہ کرنا سخت گناہ ہے''

حج کے متعلق ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''حج کے چند معلوم مہینے ہیں تو جو شخص ان میں حج کی نیت کرے تو وہ دوران حج کوئی بے حیائی کی بات نہ کرے اور نہ کوئی گناہ کرے اور نہ کسی سے جھگڑے اور تم جو جو نیک عمل کرو اللہ اسے خوب جانتا ہے اور زاد راہ ساتھ لے کر

جاؤ سب سے بہتر زاد راہ تقویٰ ہے اور عقل والو! مجھ سے
ڈرتے رہو''۔ (البقرہ 197)

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اکرمﷺ نے اپنے خطبے میں ارشادفرمایا:

''اے لوگوتم پر حج فرض کیا گیا ہے لہٰذا حج کرو۔''

ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہﷺ کیا ہر سال حج کرنا فرض ہے؟ آپﷺ خاموش رہے اس شخص نے تین بار یہی پوچھا تو آپﷺ نے فرمایا۔ اگر میں ہاں کہہ دیتا تو تم پر ہر سال حج کرنا فرض ہو جاتا اور تم اس پر عمل نہ کر سکتے۔(مسلم شریف) ابن ماجہ میں ہے کہ ایک دفعہ ایک شخص نے دریافت کیا یا رسول اللہﷺ حج کس چیز سے فرض ہو جاتا ہے۔ آپﷺ نے فرمایا'' حج کے سفر کا خرچہ اور سواری مہیا ہو جانے سے حج فرض ہو جاتا ہے'' ابو داؤد میں ہے کہ جس کا حج کا ارادہ ہے اس کو جلدی کرنا چاہیے۔

کنز العمال میں ہے کہ جس پر حج فرض ہوا اسے جلدی کرنا چاہیے۔ کبھی آدمی بیمار ہو جاتا ہے کبھی سواری کا انتظام نہیں ہوتا کبھی اور کوئی ضرورت درپیش آ جاتی ہے۔ یعنی ان وجوہات کی بنا پر حج سے محروم ہو جاتا ہے۔

ان آیات اور احادیث سے یہ معلوم ہوا کہ حج ہر صاحب استطاعت مسلمان آزاد، عاقل ، بالغ ، تندرست صحیح الاعضاء مرد ، عورت پر جو بیت اللہ شریف پہنچ سکتے ہیں، عمر میں صرف ایک بار فرض ہے۔ حج کا منکر دائرہ اسلام سے خارج اور بلا عذر شرعی دیر کرنے والا سخت گنہگار ہے۔

دکھلاوے کے لیے حج کرنا یا مال حرام سے حج کو جانا نہ صرف حرام ہے بلکہ گناہ عظیم ہے۔ اگر ماں باپ خدمت کے محتاج ہوں تو ان کی اجازت کے بغیر حج کو جانا مکروہ ہے۔ ہاں اگر والدین بخوشی اجازت دیں تو پھر کوئی حرج نہیں۔

مسائل حج

مسنون طریقے سے فریضہ حج ادا کرنے کے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ حج کے فرائض ، واجبات اور سنن کیا ہیں۔ اس کے متعلق ضروری مسائل مندرجہ ذیل ہیں۔

حج کے فرائض

حج کے فرائض کو ارکان حج بھی کہا جاتا ہے۔ اگر ان میں سے کوئی رُکن رہ جائے تو حج نہیں ہوگا اور اس کی تلافی بھی نہیں ہوسکتی۔ ان فرائض کا ترتیب وار کرنا بھی ضروری ہے اور ہر فرض کو اس کے مخصوص مقام اور وقت میں بھی ادا کرنا ضروری ہے۔ حج کے اصل تین رُکن ہیں:

1- حج کا پہلا رُکن احرام ہے۔ احرام باندھے بغیر حج نہیں ہوتا لہٰذا حج کے لیے نیت کر کے احرام باندھنا اور تلبیہ پڑھنا ضروری ہے۔

2- حج کا دوسرا رُکن میدان عرفات میں وقوف کرنا یعنی میدان عرفات میں ٹھہرنا، 9 ذی الحجہ کو زوال آفتاب سے 10 ذی الحجہ کی صبح صادق تک عرفات کے میدان میں ٹھہرنا لازم ہے۔ یہاں ٹھہرے بغیر حج نہیں ہوتا۔

3- تیسرا رُکن طواف زیارت ہے۔ جو وقوف عرفات کے بعد دس ذی الحجہ کی صبح سے لے کر 12 ذی الحجہ تک سر کے بال منڈوانے کے بعد کیا جاتا ہے یہ طواف بھی حج کے لیے ضروری ہے۔

حج کے واجبات

واجبات حج یہ ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کے چھوٹ جانے سے تلافی کے طور پر ایک بکرا ذبح کرنا ضروری ہے۔

☆ میقات سے احرام باندھ کر گزرنا۔
☆ صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا۔
☆ سعی کی ابتداء صفا سے کرنا۔
☆ عذر نہ ہوتو پیدل سعی کرنا اور سعی کا طواف کے بعد ہونا۔
☆ دن میں وقوف عرفہ کیا تو غروب آفتاب تک وقوف کرنا۔
☆ وقوف میں رات کا کچھ حصہ بھی شامل ہے۔
☆ عرفات سے واپسی میں امام کی اتباع کرنا۔
☆ مزدلفہ میں ٹھہرنا۔
☆ مغرب اور عشاء کی نمازیں مزدلفہ میں آ کر عشاء کے وقت اکٹھی پڑھنا۔
☆ تین جمروں پر دسویں گیارھویں اور بارھویں دن کنکریاں مارنا۔
☆ جمرہ عقبہ کی رمی کا پہلے دن حلق سے پہلے ہونا۔
☆ ہر دن کی رمی کا اسی دن ہونا۔
☆ بال کتروانا اور اس کا ایام نحر میں اور حرم شریف میں ہونا۔
☆ حج قرآن اور تمتع والے کو قربانی کرنا اور اس قربانی کا حرم شریف اور ایام نحر میں ہونا۔
☆ طواف افاضہ کا اکثر حصہ ایام حج میں ہونا، یہ طواف عرفات سے واپس پر کرنا۔ اس کو طواف زیارت بھی کہتے ہیں۔
☆ طواف حطیم کے باہر سے ہونا۔
☆ داہنی طرف سے طواف شروع کرنا یعنی بیت اللہ طواف کرنے والے کے بائیں جانب رہے۔
☆ اگر کوئی عذر نہ ہوتو پیدل چل کر طواف کرنا۔
☆ باوضو طواف کرنا۔
☆ طواف کرتے وقت ستر کا چھپانا، طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا۔

☆ رمی قربانی، سرمنڈوانا اور طواف میں ترتیب ملحوظ رکھنا یعنی پہلے کنکریاں مارنا پھر غیر مفرد قربانی کے بعد سر منڈانا، پھر طواف کرنا۔

حج کی سنتیں

حج کے فرائض و واجبات کے بعد باقی تمام افعالِ حج سُنت اور مستحب کہلاتے ہیں حج کی اہم سُنتیں یہ ہیں۔

☆ طواف قدوم۔ میقات کے باہر سے آنے والے سب سے پہلے حرم شریف حاضر ہوکر جو طواف کرتے ہیں اسے طواف قدوم کہتے ہیں۔

☆ طواف کا حجر اسود سے شروع کرنا۔

☆ طواف قدوم اور طواف فرض میں مردوں کا رمل کرنا۔

☆ صفا اور مروہ کے درمیان جو دو ''میل اخضر'' ہیں ان کے درمیان دوڑنا۔

☆ امام حج کا مکہ شریف میں ذی الحجہ کی ساتویں، عرفات کی نویں اور منیٰ میں گیارویں تاریخ کو خطبہ پڑھنا۔

☆ ذی الحجہ کو مکہ سے منیٰ جانا۔

☆ نویں کی رات منیٰ میں گزارنا۔

☆ سورج طلوع ہونے کے بعد منیٰ سے عرفات جانا۔

☆ وقوف عرفات کے لیے غسل کرنا۔

☆ عرفات سے واپسی پر مزدلفہ میں رات گزارنا اور سورج طلوع ہونے سے قبل یہاں سے منیٰ جانا۔

☆ دس اور گیارہ کے بعد والی دو راتیں منیٰ میں گزارنا۔

اگر تیرھویں تاریخ کو بھی منیٰ میں رہنا ہو تو پھر بارہویں کے بعد والی رات کو بھی منیٰ میں رہنا۔ ابطح یعنی وادیِ محصب میں ٹھہرنا اگرچہ تھوڑی دیر کے لیے۔

حج کرنے کا طریقہ

جب حج کا وقت آئے تو ذی الحج کی سات تاریخ کوظہر کی نماز کے بعد بیت اللہ شریف میں خطبہ سُنے۔ آٹھ ذی الحجہ کوسورج نکلنے کے بعد احرام باندھے اور تلبیہ کہتا ہوا مکہ معظّمہ سے منیٰ کو جائے۔ ظہر سے لے کر اگلے دن کی فجر تک پانچ نمازیں یہاں ہی ادا کرے۔

اگلے روز نو ذی الحجہ کوسورج نکلنے پر تلبیہ کہتا ہوا عرفات کو جائے جومنیٰ سے چند میل کے فاصلے پر ہے۔ غروبِ آفتاب تک عرفات کے میدان میں قیام کرے۔

جبلِ رحمت کے قریب ٹھہرنا افضل ہے۔ یہ دن اور مقام دعا کی قبولیت کا ہے۔ عرفات میں ظہر کی نماز کے ساتھ ہی عصر کی نماز بھی باجماعت ادا کرے۔

پھر سورج غروب ہونے پر مزدلفہ کی طرف روانہ ہو جو غالبًا ایک میل کے فاصلہ پر ہے اور مغرب کی نماز مزدلفہ میں ہی ادا کرے پھر عشاء کی نماز کے بعد رات بھر یہاں قیام کرے۔ رات کا اکثر حصہ اللہ کی یاد میں گزارے۔

فجر کی نماز پڑھتے ہی دس تاریخ کومنیٰ کی طرف روانہ ہو۔ لیکن مزدلفہ سے روانہ ہوتے وقت ستر کنکریاں چنے کے دانے برابر اُٹھا کر ساتھ لیتا چلے۔

دس ذی الحجہ کومنیٰ پہنچ کر جمرہ آخر یعنی بڑے شیطان کو سات کنکریاں مارے لیکن یہ کنکریاں ایک ایک کر کے مارے۔

پھر قربانی کرے اور سر کے بال منڈوائے۔ اس کے بعد احرام کھول دے غسل کرنے کے بعد لباس تبدیل کرے اور مکہ مکرمہ جائے۔ وہاں بیت اللہ شریف کا طواف کرے اور صفا مروہ کی سعی کرے۔ یہ طواف زیارت کہلاتا ہے اور حج کی تکمیل میں نہایت اہم شمار کیا جاتا ہے۔ پھر واپس منیٰ چلا جائے یہ سب کام دس ذی الحجہ کے ہیں۔

پھر گیارہ بارہ ذی الحجہ تک اور اگر چاہیے تو تیرہ تاریخ تک منیٰ ہی میں قیام کرے اور ہر روز زوال کے بعد سے غروب آفتاب تک تینوں جمرات (بڑا شیطان، درمیانہ شیطان اور چھوٹا شیطان) کو سات سات کنکریاں مارے یہ وہی کنکریاں ہیں جو مزدلفہ سے لائے تھے۔

پھر منیٰ سے فارغ ہو کر بارہ یا تیرہ تاریخ کو واپس مکہ مکرمہ آجائے۔ اب حج مکمل ہو گیا پھر مکہ سے روانگی پر طواف وداع کرے۔

پھر مدینہ منورہ میں درِ رسول اقدس ﷺ پر حاضری دے کیونکہ عاشقوں کے عشق کی منزل محبوب کبریا کا آستانہ ہے جہاں سوزِ عشق کو قرار ملتا ہے۔ بیتابی دل سکون پاتی ہے۔ متلاشی نگاہیں روضہ اقدس کی جالیاں دیکھ کر شوق محبت میں آبدیدہ ہو جاتی ہیں۔ دل آنکھوں سے کہتا ہے کہ دیکھو تم کتنی خوش نصیب ہو کہ آج اس در پر پہنچی ہو جہاں سرورِ دو جہاں ﷺ آرام فرما ہیں۔

اس لیے ضروری ہے کہ جسے حج کرنے کی توفیق ملے اسے روضہ اقدس کی زیارت سے شرف یاب ہونا چاہیے۔ کیونکہ یہاں کی حاضری دین و دنیا کی فلاح و سعادت کا موجب ہے اور قیامت کے روز حضور نبی کریم ﷺ کی شفاعت کا ذریعہ بنے گی۔ مدینہ منورہ کی زیارت کیے بغیر ہی واپس لوٹ آنا سخت محرومی اور بدبختی ہے۔ قرآن حکیم نے بارگاہ رسالت کی حاضری کو گناہوں کی بخشش کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

> ''اور اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے کے بعد آپ ﷺ کے پاس حاضر ہو جائیں اور اللہ سے گناہوں کی معافی مانگیں اور رسول ﷺ بھی ان کے لیے دعائے بخشش کریں تو بلاشبہ وہ اللہ کو توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا پائیں گے۔''